اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں
اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اُس کے بندۂ خاص اور رسول ہیں

مسئلہ حاضر و ناظر اور عبدیتِ کاملہ وشانِ محبوبیت

شہادتِ توحید و رِسالت

بفیضِ نظــــر

تاجدارِ اہلسنت شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ

تالیف

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد
(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد۔ اے پی)

﴿ بہ نگاہ کرم مجددِ دوراں، غوثِ زماں، مفتی سوادِ اعظم، تاجدارِ اہلسنت، امام المتکلمین حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین سلطان المشائخ علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ ﴾

نام کتاب	شہادتِ توحید و رِسالت
تصنیف	ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی
تصحیح و نظر ثانی	خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی
ناشر	شیخ الاسلام اکیڈمی حیدر آباد (مکتبہ انوار المصطفٰی ۔ مغلپورہ حیدر آباد)
اشاعت اوّل	جنوری ۲۰۰۸ تعداد : ۵۰۰۰
قیمت	Rs. 30

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
شہادتِ توحید	۵	کلمہ شہادت ہی ثابت قدمی کا باعث ہے	۲۹
شہادت کا مفہوم	٦	شہادتِ رسالت	۳٦
مظہر ذاتِ خدا شاہد کبریا حضور نبی کریم	٦	شہادتِ توحید اور شہادتِ رسالت	۴۸
ﷺ کی شہادت		عبدیتِ مصطفیٰ ﷺ	۵۴
اقسامِ شہادت	۲۲	مقام عبدیت و رسالت	۷۲
شہادت کی حقیقت	۲۲	مقامِ محبوبیت	۷۳
وحدت و توحید میں فرق	۲۳	معراجِ عبدیت	۷۹
اللہ تعالیٰ خود ہی توحید کا بڑا گواہ ہے	۲۵	فضائل کلمہ شہادت	۸۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی شَفِیۡعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد

مَنَّ عَلَیۡنَا رَبُّنَا اِذۡ بَعَثَ مُحَمَّدًا　　اَیَّدَہٗ بِاَیۡدِہٖ اَیَّدَنَا بِاَحۡمَدًا

اللہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا　　اپنی تائید سے آپ کی مدد فرمائی حضور احمد مجتبیٰ سے ہماری مدد فرمائی

اَرۡسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرۡسَلَہٗ مُمَجَّدًا　　صَلُّوۡا عَلَیۡہِ دَآئِمًا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ سَرۡمَدًا

اللہ نے آپ کو خوشخبری دینے والا اور باکرامت بنا کر بھیجا　　اے مسلمانو تم آپ پر ہمیشہ ہمیشہ درود پڑھتے رہو

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

آیئے کام کچھ کریں آج ملائکہ کے ساتھ　　نام ہو اولیاء کے ساتھ، حشر ہو انبیاء کے ساتھ

شغل وہ ہو کہ شغل میں کردے ہمیں خدا کے ساتھ　　پڑھئے درود جھوم کر سیّد خوش نوا کے ساتھ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے　　نور کی آنکھوں کے تارے

اب کسے سیّد پکارے　　تم ہمارے ہم تمہارے

یا نبی سلام علیک　یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علیٰ سيد الأنبيآء والمرسلين وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعين .... أما بعدُ

شہادتِ توحید

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اُس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

اسلام کے رکن اول شہادت توحید و رسالت کے دو حصے ہیں۔ پہلا عقیدۂ توحید یعنی **لاالہ الا اللہ** پر مشتمل ہے اور دوسرا حصہ شہادت رسالت یعنی **محمدا عبدہ ورسولہ** سے عبارت ہے۔ ان دونوں حصوں کو بظاہر الگ الگ خیال کیا جاتا ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ شہادتِ توحید ایک دعویٰ ہے اور شہادتِ رسالت محمدی اس دعوے کا ثبوت اور اس کی دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے واحد و یکتا ہونے کا یقینی اور حتمی علم صرف مظہر ذاتِ خدا شاہد کبریا حضور نبی کریم ﷺ کی ذات سے اور آپ کی شہادت سے کائنات کو حاصل ہوا ہے۔

شہادتِ توحید کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ دِل کی گہرائیوں سے یہ شہادت دے کہ اس پوری کائنات میں ایک ہی ہستی ایسی ہے جس سے بڑھ کر کسی کی عظمت و رفعت اور شان کبریائی کا تصور بھی محال ہے اس سے بڑھ کر کسی کو قدرت و طاقت حاصل نہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی علیم وخبیر نہیں۔ اس کے سوا کوئی سزاوار پرستش (عبادت کے لائق) نہیں اور اس کا ارادہ اتنا قوی اور غالب ہے کہ اسے تمام دُنیا اور کائنات میں سب مل کر بھی مغلوب نہیں کر سکتے۔ اس کی قدرتیں اور تصرفات حدود و قیود سے باہر اور حیطہ شمار سے ماوراء ہیں۔

شہادت کامفہوم :

شہید شہادت یا شہود سے بنا ۔۔ رب تعالیٰ بندے کے ہرعمل کا گواہ ہے کہ وہ ہر وقت ہرعمل کومشاہدہ کررہا ہے یا ہرجگہ حاضر ہے۔ مومنوں کے ایمان میں حاضر، عارفوں کی جان میں حاضر، خیال رہے کہ رب تعالیٰ کا نام شہید ہے حاضر نہیں۔ کیونکہ رب کی ذات جسمانی یا مکانی حضور سے پاک ہے اور علم وقدرت ورحمت ہرجگہ موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا گواہ ہے کیونکہ دُنیا کی کوئی چیز کوئی سکوت، کوئی حرکت اُس کی شہادت کے باہر نہیں۔ اس لئے وہ شہید ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ شہادت غیب کی ضد ہے کیونکہ ہر پوشیدہ چیز کے لئے غیب کا لفظ استعمال ہوتا ہے جبکہ سامنے موجود چیزوں کے لئے شہادت کا لفظ بولا جاتا ہے اللہ تعالیٰ چونکہ ہمارے ظاہری امور سے اچھی طرح واقف ہے اس لئے اُسے شہید کہا جاتا ہے۔

مظہر ذاتِ خدا شاہد کبریا حضور نبی کریم ﷺ کی شہادت :

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنا صفاتی نام ' **شھیـــد** ' بھی عطا فرماتا ہے

﴿**یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۙ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا**﴾ (الاحزاب) اے غیب کی خبریں بتانے والے بیشک ہم نے تم کو بھیجا حاظر وناظر خوش خبری دیتا اور ڈر سُناتا اور اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بُلانے والا اور چمکانے والا چراغ۔ (کنزالایمان)

اے میرے نبی! ہم نے تجھے شاہد بنایا ہے۔ شاہد مشاہدہ سے ہے یا شہود سے یا شہادۃ سے، یعنی ہم نے تمہیں دونوں جہان کا مشاہدہ کرنے والا بنا کر بھیجا یا تمام جگہ میں حاضر بنا کر بھیجا کہ ہرجگہ تمہارا علم وتصرف جاری ہے۔ شاہد کا معنیٰ گواہ ہے اور گواہ کے لئے ضروری ہے کہ جس واقعہ کی وہ گواہی دے رہا ہے وہ وہاں موجود بھی ہو اور اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھے بھی۔ قانون کی اصطلاح میں شاہد یعنی گواہ اس شخص کو تسلیم کیا جاتا ہے

جو کسی واقع کے وقت نہ صرف موقع واردات پر موجود ہو بلکہ آنکھوں سے اس واقع کا مشاہدہ بھی کر چکا ہو۔ اگر کوئی شخص موقع پر موجود تو ہو لیکن بینائی اور بصارت سے محروم ہو تو اس کی شہادت قبول نہیں کی جا سکتی، اس لئے یہ لازم ٹھہرتا ہے کہ شاہد اسی کو تصور کیا جائے جس نے واقع کا آنکھوں کے ساتھ مشاہدہ کیا ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ کو شاہد یا تو اس لئے فرمایا گیا کہ آپ دُنیا میں عالم غیب کو دیکھ کر گواہی دے رہے ہیں ورنہ سارے انبیاء گواہ تھے یا اس لئے کہ قیامت میں تمام انبیاء کی عینی گواہی دیں گے۔ یہ گواہی بغیر دیکھے ہوئے نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح آپ کا مبشر و نذیر اور داعی الی اللہ ہونا ہے کہ سارے پیغمبروں نے یہ کام کئے مگر سُن کر۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دیکھ کر۔ اسی لئے معراج صرف حضور ﷺ کو ہوئی۔ سراج منیر آفتاب کو کہتے ہیں۔ وہ بھی عالم میں ہر جگہ ہوتا ہے گھر گھر میں موجود۔ آپ بھی ہر جگہ موجود ہیں۔ اس آیت کے ہر کلمہ سے حضور نبی کریم ﷺ کا حاضر و ناظر اور گواہ ہونا ثابت ہے۔

واقعہ معراج میں اللہ تعالیٰ کی صدہا حکمتیں ہیں، اُن میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ تمام پیغمبروں نے اللہ تعالیٰ کی اور جنت و دوزخ کی گواہیاں دیں اور اپنی اپنی اُمتوں سے پڑھوایا کہ **اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** مگر اُن حضرات میں سے کسی کی گواہی بھی دیکھی ہوئی نہ تھی، سُنی ہوئی تھی اور گواہی کی انتہا دیکھنے پر ہوتی ہے۔ تو ضرورت تھی کہ اس جماعت پاک انبیاء میں کوئی ہستی وہ بھی ہو کہ ان تمام چیزوں کو دیکھ کر گواہی دے، اُس کی گواہی پر شہادت کی تکمیل ہو جائے۔ یہ شہادت کی تکمیل حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پر ہوئی۔ اسی کی طرف اشارہ ہے **اِنَّـآ اَرْسَـلْنٰكَ شَاهِدًا** بے شک ہم نے تم کو حاظر و ناظر (گواہ) بنا کر بھیجا۔ گواہی سب پیغمبروں نے دی تھی مگر وہ اسناد تھی اور حضور نبی کریم ﷺ کی گواہی اس اسناد کی انتہا۔ اسی لئے حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں کہ سمعی شہادتوں کی انتہاء عینی شہادت پر ہو جاتی ہے۔ اگر آپ کی تشریف آوری پہلے سے ہی ہو جاتی تو دیگر انبیاء نبوت سے سرفراز نہ کئے جاتے۔ نیز حضور ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں کہ عینی گواہی کے بعد سُنی ہوئی گواہی کیسی ؟

دُنیا میں حضور نبی مکرم ﷺ سے پہلے جتنے بھی انبیاء کرام تشریف لائے اُن کا ایمان محض کلمہ توحید یعنی **لاالہ الا اللہ** پر ہوتا تھا رب العزت نے چاہا کہ دُنیا میں کوئی ہستی ایسی بھی ہو جس کا توحید پر محض ایمان ہی نہ ہو بلکہ وہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر کے دُنیا کے سامنے الوہیت خداوندی پر ذاتی شہادت فراہم کرے اور اعلانیہ طور پر عامتہ الناس کو بتلا دے کہ میں یہ سب کچھ محض علم وبصیرت کی بناء پر نہیں بلکہ مشاہدے اور معائنے کی بنا پر کہہ رہا ہوں۔ یہ مبارک ومسعود ہستی سرور کائنات حضور نبی کریم ﷺ کی ہے معراج کی شب حضور ﷺ کو ملکوت السمٰوٰت والارض اور مکان ولامکان کی سیر کرائی گئی۔ کائنات کے ایک ایک ذرے کا مشاہدہ کرایا گیا' اُن کے خواص واوصاف پر مطلع کیا گیا اور سب سے آخر میں مشاہدہ رب ذوالجلال سے سرفرازی ہوئی۔ عبد کامل اور خالق کے مابین تمام حجابات اُٹھا لئے گئے اور بالآخر حضور ﷺ قرب کی منزلیں طے کرتے ہوئے اس مقام پر جا پہنچے جس کی رفعتوں کا اندازہ بھی چشم تصور نہیں کر سکتی۔ جلوۂ محبوب میں حضور ﷺ کے غایت انہاک اور قرب کا اعلان قرآن ان الفاظ میں کر رہا ہے: ﴿**مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی**﴾ (النجم/۱۷) آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی (نہ جھپکی آنکھیں (نہ درماندہ ہوئی چشم مصطفٰی) اور نہ حدِ ادب سے آگے بڑھی۔ آنکھ پھری تک نہ تھی' آنکھ میں کجی تک نہ آئی۔

شبِ معراج کے علاوہ بھی متعدد مواقع پر حضور ﷺ کو کائنات ارضی وسماوی کا مشاہدہ کرایا گیا۔ حدیث میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ رب العزت نے اپنے دستِ قدرت کو میرے دونوں کندھوں کے درمیان ایسے رکھا کہ میں ٹھنڈک اور برودت کو اپنے سینے میں محسوس کیا' پھر فرمایا: **فتجلی لی کل شئی عرفت ما فی السمٰوٰت والارض** (جامع ترمذی) پس مجھ پر ہر چیز منکشف ہوگئی اور میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب جان لیا۔

انہی مشاہدات کی بناء پر حضور ﷺ کا علم محض سماعی اور قیاسی نہ رہا بلکہ حضوری اور مشاہداتی حیثیت اختیار کر گیا۔ اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ موجودات کائنات کو علی وجہ البصیرت

دیکھ کر پکار اُٹھے کہ میں نے کائنات کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک دیکھ لیا ہے اور اس میں موجود ہر ہر ذرے، ہر ہر گوشے، شجر و حجر، جن وانس، ارض وسماء، کائنات بحر و بر...... الغرض کائنات عالم کی ہر ہر شئے کی حقیقت کا مشاہدہ کر لیا ہے۔ میں بر بنائے مشاہدہ گواہی دیتا ہوں کہ ان میں کسی میں بھی وصف الوہیت نہیں پایا جاتا۔ البتہ زمین وآسمان کی اس کائنات میں عبادت و بندگی کی مستحق صرف ایک ہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے وہ اکیلا سب کا معبود ہے الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں، سارے کمالات کی جامع اور جملہ نقائص سے اس کی ذات منزہ اور پاک ہے۔ وہی نفع ونقصان کی مالک اور حاجت روا ہے اور اسی لائق ہے کہ اس کی محبت سے دل کی دُنیا کو آباد رکھا جائے، اسی سے عجز و نیاز کا اظہار کیا جائے، اسی کے سامنے جبین نیاز جھکائی جائے اور اسی کو قادر مطلق اور خود مختار مانا جائے، یہ واحد و یکتا ہستی اللہ رب العزت کی ہے۔ کلمہ شہادت اسی مفہوم سے عبارت ہے۔

حضور نبی مکرم ﷺ کی شہادت کے بعد کائنات میں توحید باری تعالیٰ کی شہادت کا حق ادا ہو گیا، چنانچہ اب اُمت کے لئے کلمہ طیبہ **لاالــه الا اللـــه** کہہ دینا ہی کافی ہے کیونکہ حضور ﷺ کی شہادت سب کی طرف سے ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ شاہد حقیقی ہیں لہذا آپ جس کے ایمان یا کفر کی گواہی دے دیں تو ممکن نہیں کہ اُس کے خلاف ہو جائے۔ اب جو کوئی سیدنا صدیق اکبر وسیدنا فاروق اعظم ...... وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایمان میں شک کرے، وہ خود بے دین ہے کہ وہ حضور ﷺ کی شہادت کی صداقت میں شک کرتا ہے کیونکہ اُن کے ایمان کی حضور ﷺ نے گواہی دی، پھر حضور ﷺ سلطنت الٰہیہ کے سرکاری گواہ ہیں اور سرکاری گواہ کی گواہی جرح قبول ہوتی ہے بلکہ جو اس گواہ پر جرح کرے وہ مجرم ہوتا ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ جس کے ایمان یا کفر کی گواہی دے دیں وہ رب تعالیٰ کے ہاں بلا جرح قبول ہوتی ہے نیز مقدمہ کا دارومدار اور فریقین کی ہار جیت صرف گواہی پر ہوتی ہے اگر گواہ قوی ہے تو دلیل بھی قوی۔ اور حاکم کا فیصلہ بھی چُست ہو گا ورنہ نہیں۔

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (التوبہ) بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے' گراں گزرتا ہے اُس پر تمہارا مشقت میں پڑنا' بہت ہی خواہشمند ہے تمہاری بھلائی کا' مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا' بہت رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت سے تین طرح حضور نبی کریم ﷺ کا حاضر و ناظر اور گواہ ہونا ثابت ہے

(۱) یہ کہ جَآءَكُمْ میں قیامت تک کے مسلمانوں سے خطاب ہے کہ تم سب کے پاس حضور رحمۃ للعالمین ﷺ تشریف لائے۔ جس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ ہر مسلمان کے پاس ہیں اور مسلمان تو عالم میں ہر جگہ ہیں تو حضور رحمۃ للعالمین ﷺ بھی ہر جگہ موجود ہیں۔

(۲) یہ فرمایا گیا مِنْ اَنْفُسِكُمْ تمہارے نفسوں میں سے ہیں یعنی اُن کا آنا تم میں ایسا ہے جیسے جان کا قالب میں آنا کہ قالب کی رگ رگ اور رونگٹے رونگٹے میں موجود اور ہر ایک سے خبردار رہتی ہے ایسے ہی حضور ﷺ ہر مسلمان کے ہر فعل سے خبردار ہیں:

آنکھوں میں ہیں لیکن مثل نظریوں دل میں ہیں جیسے جسم میں جان
ہیں مجھ میں ولیکن مجھ سے نہاں اس شان کی جلوہ نمائی ہے

(۳) اگر حضور رحمۃ للعالمین نبی مکرم ﷺ کو کسی کے دُکھ کی خبر نہ ہو تو اُمت کی مصیبت آپ کو ناگوار کس طرح گزرے؟ معلوم ہوا کہ ہمارے راحت و تکلیف کی ہر وقت حضور ﷺ کو خبر ہے تب ہی تو ہماری تکلیف سے قلب مبارک کو تکلیف ہوتی ہے ورنہ اگر ہماری خبر ہی نہ ہو تو تکلیف کیسی؟

اے مسلمانو ! تم سب کے پاس رسول تشریف لائے' کیسے آئے' ایسے آئے کہ ہر مسلمان کے دل میں ہیں' خیال میں ہیں' گھروں میں ہیں' قبر میں ہیں کون سی جگہ ہے جہاں وہ نہیں ہے۔ تم جہاں بھی ہو رسول تمہارے پاس ہیں اور مسلمان تو ہر جگہ ہیں' رسول بھی ہر جگہ ہے۔ دیکھو التحیات میں حضور ﷺ کو ندا سے سلام ہے۔ معلوم ہوا کہ قلب مومن میں

موجود ہیں (اشعۃ اللمعات باب التشہد) تنہا گھر میں جاؤ تو حضور ﷺ کو سلام کرو۔ معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کے گھر میں ہیں۔ جب کان میں خود بخود آواز آئے درود شریف پڑھو' کیونکہ وہ حضور ﷺ کی آواز ہے (شامی' مدارج) جب قبر میں مردہ جائے' کہیں بھی مرے' کسی جگہ دفن ہو' حضور ﷺ کی زیارت۔معلوم ہوا کہ ہر جگہ ہیں حجاب ہماری طرف سے ہے۔ بعض اولیاء ہر جگہ حضور ﷺ کو دیکھتے ہیں۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ مظہر ذاتِ خدا شاہد کبریا حضور نبی کریم ﷺ اپنی اُمت کے نیک اعمال اور بُرے اعمال پر گواہ ہیں **شاهداً عليهم باعمالهم من طاعه ومعصية شاهدًا عليهم يوم القيامة فهو شاهد افعالهم اليوم والشهيد عليهم يوم القيامة** (قرطبی) یعنی حضور سرورِ عالم ﷺ اس دنیا میں اپنی اُمت کے نیک و بد اعمال کا مشاہدہ فرمارہے ہیں اور قیامت کے دن اُن پر گواہی دیں گے۔

علامہ زمخشری لکھتے ہیں **تشهد على امتك كقوله تعالىٰ ويكو ن الرسول عليكم شهيدا** (کشاف) یعنی حضور اپنی اُمت کے بارے میں گواہی دیں گے جس طرح ارشاد ہے ﴿وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾

علامہ خازن لکھتے ہیں **اى شاهدا على اعمال امته** : اپنی امت کے اعمال کی گواہی دیں گے۔

علامہ راغب اصفہانی نے مفردات میں لکھا ہے: **الشهادة والشهود الحضور مع المشاهدة اما بالبصر او البصيرة** ۔ یعنی شہادت وہ ہوتی ہے کہ انسان وہاں موجود بھی ہو اور وہ اسے دیکھے بھی خواہ آنکھوں کی بینائی سے یا بصیرت کے نُور سے۔

یہاں ایک چیز غور طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا کہ ہم نے تجھے شاہد بنایا لیکن جس چیز پر شاہد بنایا' اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی ایک چیز ذکر کر دی جاتی تو شہادتِ نبوت وہاں محصور ہو کر رہ جاتی ۔ یہاں اس شہادت کو کسی ایک امر پر محصور کرنا مقصود نہیں بلکہ اس کی وسعت کا اظہار مطلوب ہے یعنی حضور گواہ ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید

اور اس کی تمام صفات کمالیہ پرٗ کیونکہ جب ایسی با کمال ہستی اور ہمہ صفت موصوف ہستی یہ گواہی دے رہی ہو کہ **لا الٰہ الا اللہ** تو کسی کو اس دعوت کے حق ہونے میں شک نہیں رہتا۔ دولت، حکومت، شخصی وجاہت، علم اور فضل وکمال یہ ایسے حجابات ہیں جن میں لوگ کھو جاتے ہیں اور اپنے خالق کریم کی ہستی سے غافل ہو جاتے ہیں۔ مظہر ذاتِ خدا شاہد کبریا حضور نبی کریم ﷺ کی شہادت سے وہ سارے حجاب تار تار ہو گئے اور اس جلیل المرتبت نبی کی شہادتِ توحید کے بعد کوئی سلیم الطبع آدمی اس کو تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے گا۔ نیز حضور ﷺ، اس کے عقائد، اس کے نظام عبادت واخلاق اور اس کے سارے قوانین کی حقانیت کے بھی گواہ ہیں۔ اسی کے اتباع میں فلاح دارین کا راز مضمر ہے۔ اسی آئین کے نفاذ سے اس گلشن ہستی میں بہار جاوداں آ سکتی ہے اور جب قیامت کے روز سابقہ اُمتیں اپنے انبیاء کی دعوت کا انکار کر دیں گی کہ نہ اُن کے پاس کوئی نبی آیا اور نہ کسی نے اُن کو دعوت توحید دی اور نہ کسی نے انہیں گناہوں سے روکا، اس وقت بھرے مجمع میں اللہ تعالیٰ کا یہ رسول انبیاء کی صداقت کی گواہی دے گا کہ الہٰ العالمین! تیرے نبیوں نے تیرے احکام پہنچائے اور تیری طرف بُلانے میں اُنہوں نے کسی کوتاہی کا ثبوت نہیں دیا۔ یہ لوگ جو آج تیرے انبیاء کی دعوت کا سرے سے انکار کر رہے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے نبیوں پر پتھر برسائے، اُن کو طرح طرح کی اذیتیں دیں، انہیں جھٹلایا اور بعض نے تو تیرے نبیوں کو تختہ دار پر بھیج دیا۔ اس کے علاوہ حضور ﷺ اپنی اُمت کے اعمال پر گواہی دیں گے کہ فلاں نے کیا کیا اور فلاں سے کیا غلطی سرزد ہوئی۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شاهدا على امتك حضور ﷺ اپنی اُمت پر گواہی دیں گے۔

اپنی تفسیر کی تائید میں انہوں نے یہ روایت پیش کی ہے: **اخرج ابن المبارك عن سعيد بن المسيب قال ليس من يوم الا ويعرض على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم امته غدوة وعشية فيعرفهم بسيماهم ولذلك يشهد عليه** (مظہری)

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہر روز صبح شام حضور نبی کریم ﷺ کی اُمت حضور پر پیش کی جاتی ہے اور حضور ﷺ ہر فرد کو اس کے چہرے سے پہچانتے ہیں' اسی لئے حضور ﷺ اُن پر گواہی دیں گے۔

علامہ ابن کثیر اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: **فقوله تعالیٰ : شاهداً على الله بالوحدانية وانه لااله غيره وعلى الناس باعمالهم يوم القيامة** یعنی حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی توحید کے گواہ ہیں کہ اس کے بغیر کوئی معبود نہیں اور قیامت کے روز لوگوں کے اعمال پر گواہی دیں گے۔

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **شاهداً علىٰ من بعثت اليهم تراقب احوالهم وتشاهد اعمالهم و ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وتؤديها يوم القيامة اداء مقبولاً فى مالهم وما عليهم** (روح المعانی) یعنی حضور ﷺ گواہی دیں گے اپنی اُمت پر کیونکہ حضور اُن کے احوال کو دیکھ رہے ہیں اور اُن کے اعمال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور روز قیامت اُن کے حق میں یا اُن کے خلاف گواہی دیں گے۔

آگے چل کر علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ صوفیاء کرام نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ **ان الله تعالىٰ قد اطّلعه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم على اعمال العباد فنظر اليها لذلك اطلق عليه شاهداً** یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو بندوں کے اعمال پر آگاہ فرما دیا ہے اور حضور ﷺ نے انہیں دیکھا ہے' اسی لئے حضور ﷺ کو شاہد کہا گیا۔ اس قول کی تائید میں علامہ آلوسی نے مولانا جلال الدین رُومی قدس سرہ کا قول نقل کیا ہے کہ بندوں کے مقامات حضور ﷺ کی نگاہ میں تھے' اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسمِ پاک شاہد رکھا ہے۔

یہ لکھنے کے بعد علامہ موصوف فرماتے ہیں **فتأمل ولاتغفل** کہ اس بیان کردہ حقیقت میں غور وفکر کرو اور غفلت سے کام نہ لو۔

حضورﷺ محشر میں بھی اُمت کی نسبت گواہی دیں گے کہ خدا کے پیغام کو کس نے کس قدر قبول کیا۔ الغرض وہ تمام اَبدی صداقتیں جنہیں انسان سمجھنے سے قاصر ہے۔ عالم غیب کی وہ حقیقتیں جو عقل وخرد کی رسائی سے ماوراء ہیں ان سب کی سچائی کے آپ گواہ ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

حضورﷺ قیامت میں سب کی گواہی دیں گے ﴿وَجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيۡدًا ﴾ نیز تمام انبیاء نے جنت ودوزخ کی گواہی سُن کر دی اور حضورﷺ نے گواہی معراج میں دیکھ کر دی۔ اسی لئے آپ شاہد حقیقی ہیں۔ عینی گواہی پر تمام سمعی گواہیوں کی تکمیل ہو جاتی ہے کہ پھر کسی گواہی کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس لئے حضورﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کی گواہی آخری گواہی ۔۔ رب تعالیٰ نے فرمایا ﴿اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ ﴾ دین مکمل ہو چکا ہے۔ سورج کی موجودگی میں کسی چراغ کی ضرورت نہیں۔ حضورﷺ کے ہوتے ہوئے کسی نبی کی ضرورت نہیں ۔۔ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔

دُنیا میں ثبوت توحید کا دارومدار حضورﷺ پر ہے اور آخرت میں تمام خلق کے جنتی دوزخی ہونے کا مدار حضورﷺ پر ہے۔ وہاں سارے حضورﷺ ہی کا منہ تکیں گے کیونکہ حضورﷺ دُنیا میں خالق کے گواہ ہیں اور آخرت میں مخلوق کے گواہ۔

گواہ میں بہت صفات ہوتی ہیں مگر تین صفات لازم ہیں:

(۱) گواہ گواہی حاصل کرتے وقت واردات کے موقعہ پر حاضر ہو کر مشاہدہ کرے اور گواہی دیتے وقت حاکم کے روبرو حاضر ہو۔ اسی لئے اُسے شاہد یا شہید کہتے ہیں یعنی حاضر۔

(۲) مدعی کی انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ گواہ کامیاب ہو' تاکہ مقدمہ کامیاب ہو' مدعیٰ علیہ گواہ کے ناکام کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ ہی گواہ پر جرح کرتا ہے وہ ہی گواہ کے علم پر اعتراض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ گواہ بے خبر ہے۔

(۳) گواہ پر اعتراض درپَردہ مدعی پر اعتراض ہے اسی لئے گواہ کا دشمن مدعی کا دشمن ہوتا ہے۔ نبی کریمﷺ دُنیا میں خلق کے سامنے خالق کے' جنت ودوزخ کے اور تمام غیبی چیزوں کے گواہ ہیں لہذا دُنیا میں تشریف آوری سے پہلے خالق کے قرب خاص میں رہ کر تمام چیزوں کا

مشاہدہ فرما کر یہاں تشریف لائے اور آخرت میں خالق کے سامنے مخلوق کے گواہ ہوں گے لہذا ضروری ہے کہ ہر مخلوق کے ہر حال سے باخبر ہوں' ورنہ گواہی کیسی؟ نیز آج جو حضور نبی مکرم ﷺ کے علم پر اعتراض کر رہے ہیں' سمجھ لو کہ حضور ﷺ کی گواہی اُن کے خلاف ہونے والی ہے اور یہ لوگ مدعیٰ علیہ ہیں' کیونکہ گواہ کے علم کی تنقیص وہ کرے گا جس کے خلاف گواہی ہو۔ نیز حضور ﷺ کے علم اور کمالات کی مخالفت در پردہ رب تعالیٰ کی مخالفت ہے کیونکہ حضور ﷺ رب تعالیٰ کے گواہ ہیں۔

خیال رہے کہ حضور ﷺ کی گواہی چار طرح کی ہے:

- خالق کے گواہ مخلوق کے سامنے
- مخلوق کے گواہ خالق کے سامنے
- خالق کے گواہ خالق کے پاس
- مخلوق کے گواہ مخلوق کے سامنے

جس کے جنتی ہونے کی حضور ﷺ گواہی دیں' وہ یقیناً جنتی ہے جسے اچھا کہہ دیں' وہ اچھا ہے جسے بُرا کہہ دیں وہ بُرا ہے' جس چیز کو حلال فرما دیں وہ حلال ہے جسے حرام کہہ دیں وہ حرام۔ کیوں کہ گواہ مطلق ہیں۔ اس شاہد رب العالمین کے منہ سے جو نکلے وہ حق ہے۔

حضور ﷺ عالم کے ذرّے ذرّے میں حاضر و ناظر ہیں۔ آج حکیم کہتے ہیں کہ دوا کی طاقت مرض سے زیادہ ہونا چاہیے تاکہ مرض کو دَبا سکے ورنہ دوا خود مرض سے دَب جائے گی۔ شیطان بیماری ہے اور نبی کریم ﷺ علاج' جب شیطان کو یہ قوت دی گئی کہ ﴿اِنّہٗ یَرٰاکُمْ هُوَ وَقَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ کہ وہ اور اُس کی ذرّیت تم سب کو ہر وقت دیکھتے ہیں اور شیطان سارے عالم پر نگاہ رکھتا ہے کہ جہاں کسی نے نیکی کا ارادہ کیا اور اُس نے آکر بہکا دیا۔ اب اگر حضور ﷺ کو بالکل بے خبر رکھا جائے تو رب تعالیٰ پر اعتراض ہوگا کہ اُس نے بیماری قوی پیدا کی اور دوا کمزور ۔۔۔ لہذا ضروری ہے کہ حضور ﷺ کو ہدایت دینے کے لئے ہر وقت ہر ایک کی خبر ہو۔

نکتہ : عربی قاعدہ سے ﴿شَـاهِدًا﴾ حال ہے تو معنیٰ یہ ہوئے کہ ہم نے آپ کو بھیجا اس حال میں کہ آپ حاضر و ناظر ہیں' یعنی بھیجنے سے پہلے آپ حاضر و ناظر ہو چکے تھے جیسے کوئی کہے کہ زید ڈاکٹر آیا یعنی آنے سے پہلے وہ ڈاکٹر ہو چکا تھا' تو معنیٰ یہ ہوئے کہ آپ دُنیا میں تشریف لانے سے پہلے بھی عالم میں حاضر تھے اور پَردہ فرمانے کے بعد بھی حاضر ہیں۔

روح البیان میں اسی آیت کی تفسیر میں ہے کہ حضور ﷺ تمام عَالم کے پیدا ہونے سے پہلے رب تعالیٰ کی وحدانیت اور ربوبیت کو مشاہدہ فرماتے تھے اور جو ارواح' نفوس' اجسام' حیوانات' نباتات' جمادات' جنّ' شیاطین' فرشتے اور انسان پیدا کئے گئے' اُن کے پیدا ہونے کو ملاحظہ فرما رہے تھے اسی طرح تمام مخلوقات کے ہر ہر کام اور سزا و جزا' شیطان کا پہلے عابد ہونا پھر بعد میں گمراہ ہونا' حضرت آدم علیہ السلام کا خطا فرمانا بعد میں توبہ قبول ہونا' جنت میں رہنا بعد میں زمین پر آنا' انبیاء کا دُنیا میں آنا' اُن کا تبلیغ فرمانا' قوموں کا اُن کے ساتھ اچھا یا بُرا سلوک کرنا' غرضکہ ایک ایک واقعہ حضور نبی کریم سیدالاولین والآخرین ﷺ کے پیش نظر تھا اسی لئے فرمایا گیا **عَلِمْتُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ** جان لیا ہم نے جو کچھ ہو چکا اور ہوگا۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا' جب حضرت نوح علیہ السلام اپنی امت کو لے کر بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا: کیا تو نے میرے احکام پہنچا دیئے تھے؟ جواب دیں گے' ہاں' ۔ کافر انکار کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے فرمائے گا؟ اپنا گواہ لاؤ۔ وہ عرض کریں گے **محمد** ﷺ **واُمته' فليشهد انه' بلغ** حضرت محمد ﷺ اور اُن کی اُمت گواہ ہیں' پس یہ گواہی دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مطلب ہے جو قرآن میں ہے: ﴿**وَكَـذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ**﴾ اور ہم نے تم کو سب امتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔ (بخاری کتاب الانبیاء)

حضرت الشیخ عبدالکریم شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **واما (الشهيد) فانه** ﷺ **متصفاً به والدليل علىٰ ذٰلك قوله تعالىٰ وارسلنٰك عليهم شهيدا فهو الشهيد المطلق للحق والخلق** آپ کا نام شہید بھی ہے اور آپ صفت شہید کے ساتھ متصف تھے۔ اس کی دلیل کلام باری **وارسلنك۔۔۔۔** الخ ہے۔ پس آپ حق تعالیٰ اور خلق کے لئے شہید مطلق ہیں۔ (الکمالات الالھیه فی الصفات المحمدیه)

حضرت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **واقوی الارواح فی ذٰلك روحه** ﷺ **فانها لم يحجب عنها شيئى من العالم** تمام رُوحوں سے قوی تر رُوح محمدی ہے پس اس سے جہان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں (کتاب الابریز)

علامہ ابن حجر قسطلانی فرماتے ہیں: **لافرق بين موته وحياته فى مشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم ونياتهم وعزائهم وخواطرهم وذٰلك عنده' جلى لاخفابه** آپ کے اپنی اُمت کو دیکھنے اور اس کے احوال و نیات' عزائم و خواطر جاننے میں آپ کی موت و حیات میں کوئی فرق نہیں۔ یہ سب کچھ ان پر بلا کسی پوشیدگی کے واضح ہے (مواہب الدنیہ) یعنی حضور ﷺ حیات ظاہرہ اور بعد انتقال اپنی اُمّت کے احوال' نیات' ارادے اور قلبی وسواس کے دیکھنے اور پہچاننے میں برابر ہیں اور یہ بات ان کے نزدیک ظاہر ہے پوشیدہ نہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں 'تمہارے رسول روز قیامت تم پر گواہ ہیں کہ وہ نور نبوت سے ہر صاحب دین کے رتبہ' درجہ ایمان اور وہ حجاب (جس کی وجہ سے وہ ترقی کرنے سے رُک گیا) کو جانتے ہیں۔ ہر امتی کے گناہوں' اعمال نیک و بد اور خلوص و نفاق سے واقف ہیں۔ لہذا آپ کی گواہی اُمت کے حق میں از روئے شرع مقبول و منظور ہے'۔ (تفسیر فتح العزیز)

آیت ﴿وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلَ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ اور ہو رسول تم پر گواہی دینے والا' کے تحت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ جو کچھ فضائل و مناقب اپنے زمانہ میں موجود لوگوں کے متعلق یا ان کے متعلق' جو آپ کے زمانہ میں نہیں' مثلاً اویس قرنی'

امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا منقول دجّال وغیرہ بیان فرمائے ہیں یا اپنے زمانہ میں موجود یا غائب لوگوں کی بُرائیاں بیان فرمائیں تو اس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے اس لئے کہ روایات میں آیا ہے کہ ہر نبی کو اس کی اُمت کے اعمال پر مطلع کر دیتے ہیں کہ فلاں نے آج یہ کام کیا ہے اور فلاں نے ایسا کیا۔ تا کہ قیامت کے دن وہ اپنی امت پر گواہی دے سکیں (تفسیر عزیزی)

ومعنى شهادة الرسول عليهم اطلاعه على رتبته كل متدين اور شہادت کے معنی یہ ہیں کہ آپ ہر مسلمان کے رتبہ سے آشنا ہیں۔ (تفسیر روح البیان)

اى شاهدا على من كفر بالكفر وعلى من نافق بالنفاق وعلى من اٰمن بالايمان آپ کافروں کے کفر' منافقوں کے نفاق اور مسلمانوں کے ایمان کی گواہی دیں گے (تفسیر مدارک)

لان روح النبى شاهدا على جميع الارواح والقلوب والنفوس بقوله اول ما خلق الله نورى آپ کی روح مبارک تمام روحوں' جانوں اور دِلوں کا مشاہدہ کر رہی ہے آپ کا فرمان ہے' اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا' (تفسیر نیشاپوری)

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دُنیا ظاہر فرما دی **فانا انظر اليها والى ما هو كائن فيها الى يوم القيامة كانما انظر الى كفى هذه** پس میں اُسے دیکھتا ہوں اور جو کچھ اُس میں قیامت تک ہونے والا ہے اُسے دیکھتا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ (مواہب لدنیہ' طبرانی شریف)

عالَم میں کیا ہے' جس کی تجھ کو خبر نہیں ذرّہ ہے کونسا' تیری جس پر نظر نہیں

حضرت عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضور ﷺ بیشک وشبہ حیات کے ساتھ باقی ودائم ہیں اور اعمال اُمت پر حاضر وناظر ہیں اور طالبوں اور متوجہ ہونے والوں کو فیض دیتے ہیں اور اُن کی تربیت فرماتے ہیں (حاشیہ اخبار الاخیار)۔

مدارج النبوت میں فرماتے ہیں **وما ارسلنٰك الا شاهدًا يعنى عَالِمٌ و حَاضِرٌ** معلوم ہوا کہ شاہد کا ترجمہ **عَلِمٌ** وحاضر وناظر بالکل درست ہے۔

بیضاوی شریف میں **شاھدا** کے تحت ہے **علی من بعثت الیھم بتصدیقھم وتکذیبھم ونجاتھم وضلالھم** آپ تصدیق کرنے والوں' انکار کرنے والوں' نجات والوں اور گمراہوں پر گواہ ہیں۔

جلالین شریف میں ہے **شاھدا علی من ارسلت الیھم** تمام پر گواہ ہیں جن کی طرف مبعوث ہوئے۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: **ارسلت الی الخلق کآفۃً** (مسلم شریف) میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

قرآن وحدیث کی رُو سے آپ تمام مخلوق کے لئے نبی بن کر تشریف لائے' لہٰذا تمام مخلوق پر شاہد ہیں اور تمام مخلوق کو اپنی بصر یا بصیرت مبارکہ سے ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

حضور ﷺ زمان ومکان میں جلوہ گر ہیں اس لئے حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حدیث بیان کی ہے **اذا دخل احدکم المسجد فلیسلم علی النبی** جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی اکرم ﷺ پر سلام کہے (ابن ماجہ' ابوداؤد' سنن کبریٰ) شفاء شریف میں حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو **السلام علیك ایھا النبی** کہتا ہوں۔ 'شرح شفا' میں ہے کہ **لان روحه علیه السلام حاضر فی بیوت اھل الاسلام** اس لئے کہ رُوح مصطفوی ﷺ اہل اسلام کے گھروں میں جلوہ فرما ہوتی ہے لہٰذا گھروں میں داخل ہوتے وقت **السلام علی النبی** کہا کرو۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا **اِنّی اَریٰ مَالَا تَرَوْنَ** بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے (ترمذی' مشکوٰۃ) عزرائیل علیہ السلام کی نظروں کے سامنے کائناتِ عالم کے تمام جاندار ہر وقت ہیں' دُنیا بھر میں جس کی موت کا وقت آجاتا ہے فوراً اسکی رُوح قبض کرتے ہیں۔۔۔منکرنکیر کی آنکھیں ساری دُنیا کے مُردوں کو ہر وقت دیکھتی رہتی ہیں اور ہر میت کے پاس پہنچ کر سوالات کرتے ہیں ۔۔۔ میکائیل علیہ السلام تمام دُنیا والوں کی روزی کا بحکم الٰہی انتظام کرتے ہیں' مخلوق کے رزق کو اُن کی آنکھیں دیکھتی رہتی ہیں۔۔مگر حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ

اے آنکھ والو! تمہاری آنکھیں کتنا ہی زیادہ کتنا ہی دُور تک دیکھنے والی کیوں نہ ہو، مگر پھر بھی جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے۔

حضور ﷺ صفات الٰہیہ کے مظہر ہیں صفات الٰہیہ سے متصف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے **انا جلیس من ذکرنی** جو میرا ذکر کرے گا میں اس کا ہمنشین ہوں۔ جو میرا ذکر کرے گا میں اس کے قریب ہوں، میں اس کا جلیس ہوں، تو رسول اس کے بھی مظہر۔ **انا جلیس من ذکرنی** جو رسول کا ذکر کرے گا رسول اس کے قریب ہیں۔ چاہے آپ دیکھو، چاہے نہ دیکھو۔ مشاہدہ کرو، نہ کرو۔ بہرحال آپ رسول کے قریب ہیں۔ ہم اپنے کو اُن کی بارگاہ میں حاضر مانتے ہیں۔ ہم حاضر ہیں وہ ناظر ہیں۔ ہم اُن کی بارگاہ میں حاضر ہیں ہم کو دیکھ رہے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ تو سید الانبیاء والمرسلین ہیں، آپ کے غلاموں اور محتاجوں کی یہ شان ہے کہ حضرت غوث الثقلین شہنشاہ بغداد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ **وعزتی ربی ان السعدآء والاشقیاء یعرضون علیَّ وان عینی فی اللوح المحفوظ وانا غائصٌ فی بحار علم اللہ** (زبدۃ الاسرار و بہجۃ الاسرار) مجھے رب العزت کی قسم! بیشک سعدا اور اشقیاء مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور میری آنکھ لوح محفوظ میں دیکھتی ہے۔ میں علم الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔

نیز فرمایا: **نظرت الی بلاد اللہ جمعًا کخردلةٍ علی حکم اتصالی**
میں نے اللہ تعالیٰ کے سارے شہروں کو یوں دیکھا ہے جیسے رائی کا ایک دانہ ہو (قصیدہ غوثیہ)

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لوح محفوظ است پیش اولیاء از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

یعنی لوح محفوظ اولیاء اللہ کے پیش نظر ہوتی ہے اور جو کچھ اس میں محفوظ ہے وہ خطا سے محفوظ ہے

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ السبحانی سرہندی فرماتے ہیں: میں لوح محفوظ میں دیکھتا ہوں (تفسیر مظہری)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ اکبر' حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع کبیر' طبری و ابونعیم نے حضرت حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک بار میں حضور نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سرکار نے مجھے فرمایا کہ اے حارث! تم نے کس حال میں دن پایا؟ میں نے عرض کیا کہ سچا مومن ہو کر۔ پھر فرمایا' تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: **کانی انظر الی عرش ربی بارذًا وکانی انظر الی اھل الجنۃ یتزاورون فیھا وکانی انظر الی اھل النار یتضاعون فیھا** میں گویا عرش الٰہی کو ظاہراً دیکھ رہا ہوں اور گویا جنتیوں کو ایک دوسرے سے جنت میں ملتے ہوئے اور دوزخیوں کو دوزخ میں شور مچاتے دیکھتا ہوں۔

محتاج کا جب یہ عالَم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا؟ جب اس آفتاب عالمتاب کے ذرّوں کی نظر کا یہ حال ہے کہ جنت و دوزخ' عرش و فرش' جنتی و دوزخی کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں' کوئی چیز اُن سے پوشیدہ نہیں تو آفتاب کونین' سراجاً منیرا ﷺ کی نظر کا کیا پوچھنا۔ کیا اُن کی نگاہ نبوت سے کوئی چیز پوشیدہ رہ سکتی ہے؟ ۔۔۔ ہرگز نہیں!

دلِ فرش پر ہے تری نظر' سرِ عرش پر ہے تری گزر
ملکوت و ملک میں کوئی شئے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

اقسامِ شہادت :

شہادت ہمیشہ دوطرح کی ہوتی ہے (۱) اصالتاً (۲) وکالتاً

اصالتاً شہادت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو دیکھ کراس کے وجود پر شہادت دے۔ خاتم الانبیاء حضور نبی کریم ﷺ کی شہادت اصالتاً تھی جب کہ دیگر انبیاء کرام اور حضور ﷺ کی اُمت کی شہادت وکالتاً ہے اسی لئے قرآن حکیم میں اعلان فرمایا گیا:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (البقرۃ/۱۴۳) اور (اے مسلمانو!) اسی طرح ہم نے تمہیں (اعتدال والی) بہتر اُمت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور (ہمارا یہ برگزیدہ) رسول تم پر گواہ ہو۔

﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا﴾ (النسآء/۴۱) پھر اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے حبیب ﷺ) ہم آپ کو اُن سب پر گواہ لائیں گے۔

شہادت کی حقیقت : اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور یکتائی کی شہادت اگر محض اپنے علم، قیاس اور مشاہدے کی بناء پر دی جائے تو یہ شہادت حقیقت میں شہادت ہی نہیں ہوگی۔ یہ شہادت عقیدۂ توحید اس وقت قرار پائے گی جب یہ شہادت زبانِ مصطفوی ﷺ سے سُن کر دی جائے کہ اللہ ایک ہے چنانچہ سورۂ اخلاس جسے سورۂ توحید بھی کہتے ہیں اس مضمون پر تفصیلاً روشنی ڈالتی ہے اس کا آغاز ہی ان الفاظ کے ساتھ ہوتا ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اے رسول ﷺ آپ فرما دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔

حالانکہ یہ بھی کہا جا سکتا تھا ﴿هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اللہ ایک ہے۔

مگر ایسا نہیں کہا گیا، جس کی وجہ یہی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے واسطے اور توسل کے بغیر اللہ رب العزت کی وحدانیت کی گواہی عقیدۂ توحید تسلیم نہیں کی جا سکتی۔

تصورِ وحدت، شہادتِ توحید تب بنتا ہے جب رب ذوالجلال کی وحدت وکبریائی کی

گواہی (شہادت) زبانِ مصطفوی ﷺ پر اعتماد کرتے ہوئے دی جائے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی بن دیکھے اس وجہ سے دی جائے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کی گواہی دی ہے یہی ایمان بالغیب کا تقاضا ہے۔

وحدت وتوحید میں فرق :

اللہ تعالیٰ کی یکتائی کا اقرار اگر واسطہ رسالت کے بغیر ہوتو وہ وحدت کہلاتی ہے مثلاً اپنی عقل وفہم اور سمجھ وبصیرت سے خدا کو ایک جانا جائے۔ وحدت' عقیدۂ توحید میں اس وقت بدلتی ہے جب زبانِ رسالت پر یقین کرتے ہوئے اس کی یکتائی کو مانا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ واسطہ رسالت کے بغیر اقرارِ وحدت کو قرآن مجید منافقت قرار دیتا ہے :

﴿**وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا**﴾ (النسآء/۶۱) اور جب اُن سے کہا جائے کہ آ ؤ اللہ کی نازل کردہ کتاب کی طرف اور رسول کی طرف تو تم دیکھو گے منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

اے حبیب ! آپ دیکھیں منافقین (میری کتاب کی حاکمیت کے سامنے جھکنے سے نہیں گھبراتے) بلکہ صرف آپ کی بارگاہ میں آنے سے اجتناب کرتے ہیں۔ اُن کا گمان ہے کہ شاید واسطہ رسالت کے بغیر ہمارا دعوی توحید شرف قبولیت پائے گا' حالانکہ واسطہ رسالت کے بغیر اُن کا یہ دعوی توحید مردود ہے اور اُن کا ایمان بالتوحید' ایمان نہیں بلکہ منافقت ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ چونکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر بُرہان ناطق ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے پیارے ہم چاہتے ہیں کہ توحید کا مضمون بیان کرنے کے لئے وہ زبان استعمال ہو کہ جو کچھ اس سے نکلے' میری ہستی پر دلالت کرے۔ فرمایا ﴿**قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ**﴾ پیارے ! فرمادے کہ وہ اللہ ایک ہے کیونکہ میرے ایک ہونے کا مضمون اتنا بلند ہے کہ اس کی ادائیگی کا حق تیری زبان سے ہی ادا ہوسکتا ہے۔ یوں تو جاننے والے اپنی فہم سے مجھے ایک جانتے رہیں گے لیکن آپ (ﷺ) اپنی زبان سے فرمادیں کہ میں ایک ہوں۔

سننے والے آپ (ﷺ) کی زبان سے سن کر' آپ (ﷺ) کو مان کر مجھے ایک جانیں گے تو پھر وحدت' توحید بن جائے گی۔ گویا عقیدۂ توحید تب وجود میں آتا ہے جب اس کے ایک ہونے کی معرفت زبانِ رسالت ﷺ سے ہو۔

اگر اپنی عقل پر اعتماد کرنے کی بجائے اُسے اس لئے رب مانتے ہیں کہ زبانِ نبوت نے اعلان کر دیا۔ اس کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ جبینِ نبوت اُس کے سامنے جھک گئی تو پھر ان کے بہکنے کا امکان اور شائبہ نہیں ہوگا۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی توحید کے بیان میں سب سے پہلے لفظ 'قُلْ' کہا کہ پیارے اپنی زبان سے کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہے اس لئے اگر تو نہ کہے تو کوئی میرے ہونے کی خبر کس طرح پائے' پھر میرے ایک ہونے کی سند کس طرح پائے۔ آج تک کسی نے مجھے دیکھا تک نہیں۔ کسی نے میرا کلام سنا تک نہیں۔ کسی نے میرے جلال کا عالم حسی میں مشاہدہ نہیں کیا۔ کسی نے میرے کمال کا روبرو آنکھوں سے نہیں دیکھا تو جو کوئی مجھ سے واقف نہیں' براہ راست مجھے ایک کیسے مانے گا۔ اس لئے کہ میں تو غائبوں کا بھی غائب ہوں اور جو چیز غائب ہو اس پر ایمان کبھی نہیں لایا جا سکتا۔ اس پر ایمان تب ہی لایا جا سکتا ہے جب کوئی ایسی ہستی خبر دے جو اس غائب سے مطلع ہو۔

اشهد ان لاالٰه الا الله وحدهٗ لاشريك لهٗ ۔ لهٗ الملك وله الحمد وهو على كل شيىء قدير ۔ واشهد هوالله احد ۔ الله الصمد ۔ لم يلد ولم يولد ولم يكن لهٗ كفوا احد ۔ واشهد ان سيدنا ومولٰنا وحبيبنا وحبيب ربنا محمدا رسول الله۔ اللهم صل من الصلوات اطيبها وسلم من التسليمات ازكها وبارك من البركات اسنٰها علىٰ حبيبى وشفيعى وقرة عينى وسرور قلبى عبدك ونبيك محمد وعلىٰ اٰله الطيبين الطاهرين وعلىٰ ازواجه الطاهرات امهات المومنين وعلىٰ سائرالصحابة والتابعين وعلىٰ اولياء امته الكاملين وعلىٰ علماء شريعته الربانيين وعلينا معهم اجمعين ۔ فاطرالسمٰوات والارض انت ولى فى الدنيا والاٰخرة توفنى مسلمًا والحقنى بالصالحين ۔۔ اٰمين بجاه طٰهٰ ويٰسين ﷺ ۔

اللہ تعالیٰ خود ہی توحید کا بڑا گواہ ہے :

﴿**شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ**﴾ (ال عمران ۱۸) اللہ نے گواہی دی کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور اہلِ علم بھی اُس کے گواہ ہیں اور وہ عدل سے انتظام رکھنے والا ہے۔ نہیں کوئی معبود سوائے اُس کے جو عزت والا حکمت والا ہے۔

دُنیا کی سب سے بڑی اور اہم شہادت توحید کی شہادت ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اپنی وحدانیت کا سب سے بڑا گواہ ہے اُس کے علاوہ اس کی معصوم مخلوق فرشتے اور اہل علم اس واضح سچائی کے گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اپنی توحید پر شہادت کے متعلق علامہ بیضاوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں **بین وحدانية بنصب الدلائل الدالة عليها وانزال الايات الناطقة بهـــا** ۔یعنی اللہ تعالیٰ نے کائنات کی کتاب کے ہر صفحہ پر اپنی توحید کے ایسے روشن اور اٹل دلائل ثبت فرمادئے ہیں جن سے کوئی صاحب عقل سلیم انکار نہیں کرسکتا اور اس کے علاوہ اس نے اپنی کتابوں میں توحید کے مسئلہ کو یوں مدلل بیان فرمایا ہے کہ شک شبہ کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔قرآن کریم ہر مناسب موقع پر علم کی عظمت اور اہلِ علم کی شان بیان کر کے اپنے ماننے والوں کو علم حاصل کرنے کی رغبت دِلاتا ہے یہاں بھی توحید کے گواہوں میں اہلِ علم کا شمار کر کے اُن کی عزت افزائی فرمادی۔ شام کے علمائے یہود میں سے دو عالمؔ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب انھوں نے مدینہ منورہ کو دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ نبی آخر الزماں (ﷺ) کے شہر کی یہ ہی صفت ہے جو اس شہر میں پائی جاتی ہے۔ جب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے حضور ﷺ کی شکل مبارک اور اخلاق کریمہ توریت کے مطابق دیکھ کر حضور ﷺ کو پہچان لیا اور عرض کیا کہ آپ محمد ﷺ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ہاں ۔۔ پھر فرمایا کیا آپ احمد ہیں؟ فرمایا، ہاں ۔۔عرض کرنے لگے ہم ایک سوال پیش کرتے ہیں اگر آپ نے اس کا ٹھیک

جواب دے دیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ فرمایئے کہ کتاب اللہ میں سب سے بڑی گواہی کون سی ہے۔ اس پر آیت کریمہ ﴿**شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّه' لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ**﴾ نازل ہوئی جسے سن کر وہ دونوں مسلمان ہو گئے (خزائن العرفان روح المعانی) غرض کہ یہ لوگ کہیں سے آئے تھے اور کہیں جا رہے تھے راستہ میں ایمان وعرفان بھی مل گیا اور صحابیت بھی میسر ہوگئی۔
خدا کے دین کا پوچھیئے موسیٰ سے احوال کہ آگ لینے کو جائیں پیغمبری مل جائے۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر خود رب تعالیٰ نے گواہی دی کہ آسمانی کتابوں میں اس کا اعلان فرمایا۔ نیز عالم کے ذرّہ ذرّہ میں اس کے دلائل قائم فرما دیئے۔ تمام چیزیں کتابوں سے پڑھیں جاتی ہیں مگر توحید وہ مضمون ہے جس کے لئے کسی خاص کتاب کی ضرورت نہیں' عالم کا ہر ذرّہ اس مضمون کی کتاب ہے۔ امام رازی کے سامنے ایک بڑھیا نے اپنے چرخہ سے رب کی ہستی بھی ثابت کی اور اس کی توحید کے لئے اس کا چرخہ توحید کی کتاب بن گیا۔ سارے فرشتوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی دی۔ فرشتے ہر وقت عبادت میں مشغول رہتے ہیں اُن کی یہ عبادت توحید کی گواہی ہے۔ اور وہ انبیائے کرام سے عرض بھی کرتے ہیں کہ اللہ ایک ہے نیز عام علماء جو عدل وانصاف کے ساتھ قائم اور متقی و پرہیز گار ہیں وہ بھی توحید الٰہی کے گواہ ہیں کہ خود اسے مانتے اور لوگوں سے منواتے ہیں۔ غرض ہر نیک بندہ یہ ہی پکار رہا ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عقل کہتی ہے کہ مطاع بہت سے ہو سکتے ہیں مگر معبود ایک ہی چاہئے کیونکہ ادنیٰ چیزیں لاکھوں ہوسکتی ہیں مگر سب سے اعلیٰ جس پر چیزوں کا مدار ہو ایک ہی چاہئے۔ درخت میں شاخیں پتے بہت ہیں مگر جڑ ایک' ہمارے جسم میں پانی ودیگر اعضاء بہت مگر دل ایک ہی ہے۔ آسمان پر تارے بہت مگر سورج ایک۔ ملک میں رعایا بہت مگر بادشاہ ایک' تو چاہئے کہ مطاع بہت ہوں مگر معبود ایک۔۔ وہ ہی سب پر غالب ہے کہ سب اُس کے مقابل عاجز اور وہ ہی حکمت والا کہ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔

فضلیت : ﴿**شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ**﴾ اللہ نے گواہی دی کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور اہلِ علم بھی اُس کے گواہ ہیں اور وہ عدل سے انتظام رکھنے والا ہے۔ نہیں کوئی معبود سوائے اُس کے جو عزت والا حکمت والا ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد **آیتہ الکرسی ۰۰۰۰ شَهِدَ اللّٰه ۰۰۰ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْك ۰۰۰** پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کے سب گناہ معاف فرماتا ہے اور جنت میں جگہ دیتا ہے اور اُس کی ستر حاجتیں پوری فرما دیتا ہے جن میں سے کم سے کم حاجت اُس کی مغفرت ہے۔ (روح المعانی ویلمی)

امام بغوی نے اپنی سند کے ساتھ ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سورۂ فاتحہ اور آیتہ الکرسی اور **شَهِدَ اللّٰه ۰۰۰ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْك ۰۰۰** تک پڑھا کرے تو میں اس کا ٹھکانا جنت میں بنادوں گا اور اس کو اپنے قرب میں جگہ دوں گا اور ہر روز اس کی طرف (۷۰) مرتبہ نظرِ رحمت کروں گا اور اس کی (۷۰) حاجتیں پوری کروں گا اور ہر حاسد اور دشمن سے پناہ دوں گا اور اُن پر اُس کو غالب رکھوں گا۔

آیتہ الکرسی :

﴿**اَللّٰهُ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَاتَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَابَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ**﴾ (البقرۃ/۲۵۵)

اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ خود زندہ ہے' سب کو زندہ (قائم) رکھنے والا ہے' نہ اُس کو اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند' اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔کون ہے جو سفارش کر سکے اس کے پاس بغیر اُس کی اجازت کے' جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے۔اور وہ نہیں گھیر سکتے کسی چیز کو اُس کے علم سے مگر وہ جتنا چاہے۔ اُس کی کرسی نے زمین و آسمان کو سمار رکھا ہے اور نہیں تھکاتی اُسے زمین و آسمان کی حفاظت' اور وہی سب سے بلند عظمت والا ہے۔

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (ال عمران/۲۶)

یوں عرض کرو۔اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت عطا کرے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے۔تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت سے معلوم ہوا کہ جو شخص **شَهِدَ اللّٰه** ...... کی تلاوت کے بعد یہ کہے کہ جس کی رب نے گواہی دی اس کی میں بھی گواہی دیتا ہوں **انا علیٰ ذلك من الشهدین** تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرشتوں سے فرمائیں کہ میرے بندے نے ایک عہد کیا ہے اور میں عہد پورا کرنے والوں میں سب سے زیادہ ہوں' اس لئے میرے بندے کو جنت میں داخل کردو۔ (طبرانی روح المعانی'ابن کثیر)

مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ عرفات میں رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی تو اس کے بعد فرمایا **وانا علیٰ ذلك من الشهدین یارب** یعنی اے پروردگار میں بھی اس پر گواہ ہوں۔ (ابن کثیر)

جو کوئی سوتے وقت یہ آیت کریمہ پڑھ لیا کرے تو رب تعالیٰ اس پر ستر ہزار فرشتوں کو مقرر فرماتا ہے جو قیامت تک اُس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ (مدارک)

کلمہ شہادت ہی ثابت قدمی کا باعث ہے :

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿**يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۚ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَايَشَآءُ**﴾ (ابراہیم/۲۷) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو پکی بات (یعنی کلمہ شہادت) سے دُنیا اور آخرت دونوں میں مضبوط رکھتا ہے اور کافروں کو دونوں جہاں میں نچلا کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ (اپنی حکمت سے) جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (کنز الایمان)

ثابت قدم رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اس پختہ قول (کی برکت) سے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اور بھٹکا دیتا ہے اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو۔ اور کرتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

یعنی جو لوگ اخلاص و یقین سے کلمہ شہادت پڑھتے ہیں اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ انھیں ہر مقام پر ثبات و استقامت بخشتا ہے۔ دُنیا میں اُن کو دولتِ ایمان سے محروم کرنے کے لئے ہزاروں فتنے برپا کیے جاتے ہیں۔ بڑی بڑی آزمائشوں سے انھیں گزرنا پڑتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی تائید و توفیق سے اُن کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آتی۔ اسی طرح قبر و حشر میں جو مشکل مرحلے پیش آئیں گے، توفیقِ الٰہی اس وقت بھی اُن کی دستگیری کرے گی اور وہ ہر میدان میں کامیاب و سرخرو ہوں گے۔ صحاح ستہ میں سوال قبر کے متعلق حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا **المسلم اذا سئل فی القبر یشھد ان لااله الا الله وان محمدا رسول الله فذلك قول الله تعالیٰ یثبت الله الذین اُمنوا الایة** یعنی قبر میں جب ایک مسلمان سے اُس کے رب اور اُس کے رسول اور اُس کے دین کے متعلق سوال کیا جائے گا تو وہ جواب میں کہے گا **اشھد ان لااله الا الله وان محمدا رسول الله** اور یہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا **یثبت الله الذین اٰمنوا لایة** اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے **قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه فقال استغفروا لاخیکم ثم سلوا له التثبت فانه الان یسأل** یعنی حضور ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو اس کے قریب کھڑے ہو جاتے اور سب کو فرماتے' اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کی دعا مانگو کیونکہ اب اس سے پوچھا جارہا ہے۔ حضرت سہل بن عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یزید بن ہارون رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا' میں نے پوچھا سنایئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے انھوں نے کہا' قبر میں میرے پاس دو بڑے خوفناک اور سخت فرشتے آئے اور مجھ سے دریافت کیا **ما دینك؟ ومن ربك؟ ومن نبیك ؟** تیرا دین کیا ہے؟ تیرا رب کون ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ **فاخذت بلحیتی البیضاء وقلت المثلی یقال هذا وقد علمت الناس جوابکما ثمانین سنة** میں نے اپنی سفید ڈاڑھی کو پکڑ کر کہا: کیا میرے جیسے شخص سے تم اس قسم کے سوالات پوچھتے ہو' میں (۸۰) سال تک لوگوں کو تمہارے ان ہی سوالات کے جوابات پڑھاتا رہا ہوں۔ یہ بات ختم ہوئی تو انھوں نے ایک سوال پوچھا۔ تم نے حریز بن عثمان سے کوئی حدیث لکھی ہے۔ میں نے کہا: ہاں **فقال انه کان یبغض علیاً فابغضه الله** ان دونوں فرشتوں نے کہا کہ وہ علی کرم اللہ وجہہ سے بغض رکھتا تھا' اللہ تعالیٰ نے اُسے مردود (مغضوب) بنادیا۔ (قرطبی)

[اللہ تعالیٰ نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے بغض رکھنے والوں (خوارج) کو مردود فرمایا ہے۔ علی کا دشمن نبی کا دشمن۔ نبی کا دشمن خدا کا دشمن۔ جو علی کا نہیں' وہ نبی کا نہیں۔ جو نبی کا نہیں' وہ خدا کا نہیں۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذات ولایت کا منبع (سرچشمہ ولایت) ہے۔ ولی سے عداوت' اللہ تعالیٰ سے عداوت ہے۔ ولی سے عداوت وبغض رکھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ اعلان جنگ فرمارہا ہے۔ ولی سے ٹکرانے کا انجام دونوں جہاں کی بربادی ہے۔ ابلیس جنت سے خارج ہوکر مردود ہوا ﴿**اخرج منها فانك رجیم**﴾۔ اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے بغض رکھنے والے دین سے خارج ہوکر مردود ہوئے۔ حدیث شریف میں

فرمایا گیا کہ اہلبیتِ اطہار سے بغض وکینہ رکھنے والا (خارجی) منافق، حیضی بچہ ہے۔خوارج جہنم کے کتے اور جہنم کا ایندھن ہیں۔ عصرِ حاضر کے خوارج بھی سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی سیادتِ مطلقہ کا انکار کرتے ہیں اور ساداتِ کرام سے بغض رکھتے ہیں اپنی نسبت قادری ظاہر کرتے ہیں لیکن سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے بغض وکینہ رکھتے ہیں۔ محبت کا دعویٰ بغیر دلیل قابلِ قبول نہیں، محبت الٰہی کا دعویٰ کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴿**قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تِحُبُّوۡنَ اللّٰه فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُوَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ**﴾ (آل عمران/ ۳۱) 'اے محبوب تم فرمادو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ محبت الٰہی کا دعویٰ بغیر دلیل قابل التفات نہیں۔شہادتِ توحید ایک دعویٰ ہے اور شہادتِ رسالت محمدی اس دعوے کا ثبوت اور اس کی دلیل ہے **لا اله الا الله** دعویٰ ہے **محمد رسول الله** دلیل ہے۔محبت رسول دعویٰ ہے اور محبت اہلبیتِ رسول دلیل ہے۔ محبت سیدنا غوثِ اعظم دعویٰ ہے اور آپ کی اولاد سے محبت اس دعوے کی دلیل ہے۔ اولاد سے بغض ونفرت رکھ کر محبت کا دعویٰ کرنے والا کذاب (جھوٹا) ہے] اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے لئے قبر ایک آرام گاہ ہے اور بدکاروں، بدمذہبوں کے لئے اس میں شدید عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے طفیل عذابِ قبر سے بچائے۔ آمین۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا گیا ہے کہ **القول الثابت** سے مراد قبر کا سوال جواب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مسلمان جب مرتا ہے تو فرشتے اُس وقت حاضر ہوتے ہیں اُن کو سلام کرتے ہیں جنت کی خوشخبری دیتے ہیں جب وہ مر جاتا ہے تو فرشتے اس کے ساتھ جاتے ہیں اور اس سے سوال جواب ہوتے ہیں جن میں یہ بھی پوچھا جاتا ہے کہ تیری گواہی کیا ہے؟ وہ کہتا ہے **اَشۡهَدُ اَنۡ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ** یہی مراد ہے آیت شریفہ میں۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دُنیا میں پکی بات سے مراد **لااله الا الله** ہے اور آخرت میں قبر کا سوال جواب مراد ہے۔

یہی کلمہ طیبہ جو شجر کی طرح بلند و بالا، سرسبز و شاداب، سدا بہار ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ثابت و قائم فرماتا ہے اُن خوش نصیب لوگوں کو جو اللہ رسول کی ہر ہر ادا ہر ہر چیز پر نہایت صدقِ دل سچی زبان سے ایمان لے آئے، ثابت مضبوط دل نشین جاں گذین پیارے نورانی قول بنا کر زبانِ مومن پر جاری کر کے اور قلبِ مومن میں ثابت کر کے۔ دُنیا کی زندگی میں اس طرح کہ اسی کلمہ ایمانی قولِ عرفانی اور کلامِ ربانی کے ذریعہ بندۂ مخلص ولی غوث قطب بن جاتا ہے اور عالم محدث مفسر بن جاتا ہے صابر وشاکر عابد بن جاتا ہے مفکر مدبر متحمل بن جاتا ہے۔ ہزار ہا مصائب کو دل و جان سے برداشت کر لیتا ہے۔

ظالم کے ظلم کے سامنے برداشت کا پہاڑ بن جاتا ہے۔ شیطانی فریب کاریوں سے دھوکا نہیں کھاتا، معاشرے میں پیکرِ خلق و مروّت اور بااصول باشعور بن جاتا ہے۔ یہی کلمہ طیبہ اہل ایمان کو سکون و اطمینان سعی و عمل بخشتا ہے۔ وادیِ شکوک کی گمراہیوں سے بچاتا ہے۔ مومن مسلمان اسی کلمہ طیبہ کی وجہ سے ورد ذکر و اذکار سے تزکیہ رُوح کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ کلمہ ایمانی کا نعرہ بلند کرنے والوں کو کتنی مشکلات مصائب اور ابتلا کا سامنا کرنا پڑا مگر کہیں بھی رب تعالیٰ نے ان حوصلہ مند جفاکشوں کے قدموں، قلبوں اور زبانوں میں ذرّہ بھر تزلزل نہ پیدا ہونے دیا۔ سابقہ زمانوں میں سیدنا یحییٰ علیہ السلام، سیدنا زکریا علیہ السلام اور جرجلیس، شمعون، اصحابِ اُخدود، اصحابِ کہف پھر صحابہ کرام حضرت بلال، صہیب، خُبیب، مہاجرین صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کتنے کتنے اُن پر ظلم ہوئے، ظالموں کافروں نے اُن کے ساتھ کونسا ظلم، چھوڑا، اسی کلمے کو چھڑانے کے لئے ہزاروں ظلم سزائیں ڈھائیں، بھڑکتی آگ، کھولتا تیل، لوہے کی کنگیاں اُن کے جسموں پر آزمائی گئیں۔ پہاڑوں سے گرایا گیا، بچوں کو نگاہوں کے سامنے ذبح کیا گیا، زندہ جلایا گیا، تپتے ریت پتھر پر لٹایا گیا، اونٹ گھوڑے سے باندھ کر دوڑایا گھسیٹا گیا، پھر اولیاء اللہ سے سرکشوں لشکروں شیطانوں ابلیسوں نے کیا کچھ نہ کیا۔ کتنے ہی روپ بدل بدل کر سیدنا غوثِ اعظم جیلانی جیسی پاکباز ہستی کو دھوکہ دینے کی کوشش کی۔

ہندوستان میں ساٹھ (٦٠) سال سے ان ہی کلمہ گو مسلمانوں کا دہلی' آگرہ' امرتسر' بھیونڈی' بھاگلپور' بمبئی' گجرات' مرادآباد' جمشید پور' حیدرآباد' کشمیر...... میں بے دَردی سے قتلِ عام ہورہا ہے اور املاک کو تباہ کیا جارہا ہے۔ آج فلسطین' بیروت' شطیلہ کیمپ' بوسنیا' شیشان' افغانستان' عراق ...... میں مسلمان بچوں عورتوں' مردوں بوڑھوں پر کتنے ہی ظلم کئے جارہے ہیں۔ پہلے کبھی اسپین' قرطبہ' غرناطہ میں انگریزوں عیسائیوں نے عہد شکنی بدعہدی کرتے ہوئے کتنے عربوں کو ہلاک کیا اور ہر طرح کے ظلم ڈھائے۔ یہ سب کچھ بدسلوکی مسلمانوں سے اسی کلمہ شہادت اور توحیدِ الٰہی کی بناء پر کی گئی مگر کسی بھی مسلمان کا دِل نہ گھبرایا نہ کلمہ چھوڑا' اس لئے کہ ﴿**يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ**﴾ کا ربّانی وعدہ ہر مومن کے قلب وجگر میں شمعِ نورانی کی مثل روشن ہے یہ کلمہ پاک آخرت میں بھی مومن کو مفید ہے۔ آخرت کی پہلی منزل قبر میں جب منکر نکیر تشریف لاتے ہیں تو تین سوال کرتے ہیں یہ سوالات آقائے دوعالم ﷺ کے زمانہ پاک سے شروع ہوئے۔ عذابِ قبر تو پہلے سے تھا مگر سوالاتِ قبر آقائے کائنات ﷺ کی بعثت سے شروع ہوئے۔ یہ اُمت پر کرم ہے کہ پہلے سوالات کئے جاتے ہیں پھر کامیابی یا ناکامی کے بعد ثواب وعذاب شروع ہوتا ہے مگر پہلے آتے ہی عذاب یا ثواب شروع ہوجاتا تھا منکر نکیر کے دوسوال پہلے یہ ہیں (١) **مَنْ رَبُّكَ** ؟ تیرا رب کون ہے؟ بندہ جواب دیتا ہے **رَبِّىَ اَللّٰهُ** میرا رب اللہ ہے۔ پھر سوال ہوتا ہے **مَادِيْنُكَ**؟ تیرا دین کیا ہے؟ بندہ کہتا ہے **دِيْنِىَ اَلْاِسْلَام** میرا دین اسلام ہے۔ تیسرا سوال عجیب شان کا ہوتا ہے اہلسنت تو دُنیا میں ہی اس کی چاشنی سے انتظارِ موت میں ہیں کہ دیدارِ جمالِ آقا ﷺ تو نصیب ہو ہی جائے گا۔ بندہ محوِ نظّارۂ جمال ہوتا ہے آواز آتی ہے **مَاتَقُوْلُ فِىْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ** (ترمذی شریف) اس نورانی جمال جہاں آرا والے چہرۂ انور کے بارے میں دُنیا میں کیا کہتا تھا۔ صحیح العقیدہ مسلمان تو تڑپ کر بولے گا یہ میرے آقا یہ میرے مولا ﷺ ہیں۔ بدبختی تو دُنیا آخرت میں اُن لوگوں کے لئے ہے کہ جن کے بارے میں ارشاد ہوا ﴿**يَضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ**﴾

اللہ گمراہ کرتا ہے ظالموں کو دُنیا میں ۔ اس طرح کہ نبیوں سے دُور' ولیوں سے علحدہ' مجلسِ علماء سے فرار ۔ دماغ میں انتشارِ دولت کا خمار' بے اطمینانی پریشانی' تفکرات دُنیا کا ہجوم ۔ نہ توفیقِ خیر نہ مروّتِ غیر' ہر بات میں نکتہ چینی ۔ ہر چیز میں شک بدگمانی' نہ صیامِ دن نہ قیامِ شب ۔ یہی ظالموں کی دُنیوی گمراہی ہے ۔ بھٹکنے ٹھوکریں کھانے کی باری ہے پھر جب آغوشِ موت میں پہنچ کر کانٹوں بھری آخرت کی پہلی منزل قبر میں آتے ہیں تو وہاں پریشانی حیرانی کی نئی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے حساب میں ناکامی' امتحانِ قبر میں لاجواب ۔ حدیث پاک میں ہے کہ بدکار فاسق' کافر ہر سوال کے جواب میں کہتا ہے **ھا ھا لاادری** ہائے میں نہیں جانتا ۔ جو لوگ کہتے تھے وہی میں کہہ دیتا تھا ۔ یہ خیر و شر' توفیق و بے توفیقی' ہدایت و گمراہی' یہ اللہ تعالٰی کے حکمت کے فیصلے ہیں ۔ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔

مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہوکر فرشتوں کے سوالات کا جواب دینا پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا قرآن مجید کی تقریباً دس آیات میں اشارۃً اور رسول کریم ﷺ کی (۷۰) احادیث متواترہ میں بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ مذکور ہے جس میں مسلمان کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں ۔ رہے وہ جاہلانہ شبہات کہ دُنیا میں دیکھنے والوں کو یہ ثواب و عذاب نظر نہیں آتے ۔ یہاں اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ کسی چیز کا نظر نہ آنا' اس کے موجود نہ ہونے کی دلیل نہیں ہوتی ۔ جنات اور فرشتے بھی کسی کو نظر نہیں آتے مگر موجود ہیں ۔ ہوا نظر نہیں آتی' مگر موجود ہے ۔ جس کائناتی فضا کا اس زمانہ میں راکٹوں کے ذریعہ مشاہدہ ہو رہا ہے وہ اب سے پہلے کسی کو نظر نہ آتی تھی مگر موجود تھی ۔ خواب دیکھنے والا خواب میں کسی مصیبت میں گرفتار ہوکر سخت عذاب میں بے چین ہوتا ہے خواب میں سیر و تفریح کرتا ہے لطف اندوز ہوتا ہے مگر پاس بیٹھنے والوں کو اُس کی کچھ خبر نہیں ہوتی ۔

اصول کی بات یہ ہے کہ ایک عالَم کو دوسرے عالَم کے حالات پر قیاس کرنا خود غلط ہے ۔ جب خالق کائنات نے اپنے رسول کے ذریعہ دوسرے عالم میں پہونچنے کے بعد

اس عذاب وثواب کی خبر دے دی تو اس پر ایمان واعتقاد لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنین کوتو کلمہ طیبہ اور قول ثابت پر ثابت قدم رکھتا ہے اور اس کے نتیجہ میں قبر ہی سے اُن کے لئے راحت کے سامان جمع ہو جاتے ہیں مگر ظالموں یعنی کفار ومشرکین کو یہ خداوندی نصرت وامداد نہیں ملتی۔ منکر نکیر کے سوالات کا صحیح جواب نہیں دے سکتے اور انجام کار ابھی سے ایک قسم کے عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی طاقت نہیں جو اس کے ارادہ اور مشیت کو روک سکے۔ حضرت ابی بن کعب، عبداللہ ابن مسعود، حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ حضرات صحابہ نے فرمایا ہے کہ مومن کو اس کا اعتقاد لازم ہے کہ اس کو جو جو چیز حاصل ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ سے حاصل ہوئی۔ اس پر یقین واعتماد نہ ہوتو تمہارا ٹھکانا جہنم ہے۔

یہ کلمہ وہ ہوگا جسے مومن زندگی میں صدقِ دل سے پڑھا کرتا تھا اور جو اُس نے مرتے وقت پڑھا تھا اسی پر جان رب تعالیٰ کے سپرد کی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کلمہ طیبہ پر خاتمہ نصیب کرے۔ (آمین)

خیال رہے کہ قیامت کے دن وزن بقدر اخلاص ہوگا۔ منافقین بھی کلمہ پڑھتے تھے۔ آج بھی بدعقیدہ افراد کلمہ پڑھتے ہیں اُن کے کلمہ کا کوئی وزن نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے نام کا جب یہ وزن ہے تو سمجھو کہ حضور ﷺ کے اعمال کا وزن کیسا ہوگا؟ حضور ﷺ کا ایک سجدہ کڑوڑوں عابدوں کے سارے نیک اعمال کے وزن سے زیادہ وزنی ہوگا اور ہم جیسے کڑوڑوں گنہگاروں کے سارے گناہوں کے وزن سے زیادہ حضور نبی کریم ﷺ کے ایک سجدہ کی نیکی کا وزن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہماری بدکاریوں کو ہماری نیکیوں سے نہ تولے بلکہ اس راتوں کو رونے والے، گنہگاروں کے غم کھانے والے، اُمت کے رکھوالے کے سجدہ سے وزن فرمادے تاکہ ہم ڈوبتوں کا بیڑا پار لگ جائے۔ (آمین)

شہادتِ رسالت

﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۡ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۡ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا﴾ (النساء/۷۹)

جو پہنچے تجھ کو کوئی بھلائی تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو پہنچے تجھ کو کوئی بُرائی تو تیرے نفس کی طرف سے ہے اور بھیجا ہم نے آپ کو لوگوں کے پیغمبر اور کافی ہے اللہ گواہ (کنز الایمان)

اے سُننے والے تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو بُرائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ (آپ کی رسالت) کا گواہ۔ (نورالعرفان)

اے عام انسان تجھے دُنیا میں جو نعمت پہنچے وہ اللہ تعالیٰ کے ارادے' اللہ تعالیٰ کی خلق' اللہ تعالیٰ کے فضل' اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہے۔ حسنہ سے مُراد یا تو اُخروی راحت' آرام وغیرہ ہیں یا دنیوی نعمتیں مُراد ہیں جیسے ارزانی' وقت پر بارش' صحت' امیری...... وغیرہ۔

اور اے انسان جو تجھے آفت و بلا پہنچے وہ عموماً تیری اپنی بدکاری بدعملی اور اپنے کسب کے سبب سے ہے۔ یعنی وہ بھی رب تعالیٰ کے ارادے سے ہی ہے مگر تیرے اپنے کسب کی وجہ سے۔ سیئہ سے مراد یا دُنیا کی بلائیں مصیبتیں تکالیف ہیں یا اُخروی عذاب مراد' جیسے قبر کی تنگی' اندھیرا وغیرہ اور قیامت کی وحشت دہشت بعد قیامت دوزخ کی تکالیف۔

بارگاہِ الٰہی کا ادب یہ ہے کہ بھلائی کو اُس کی طرف نسبت کی جائے اور بُرائی کو بندہ اپنی طرف نسبت کرے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ہمیں یہ ادب سکھایا ہے ﴿وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ﴾ جب میں بیمار ہوتا ہوں پس وہ شفا دیتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت لوگوں کے نفع کے لئے ہے کہ لوگ آپ کی اطاعت کر کے جنتی بنیں۔ چونکہ جنت صرف انسانوں کے لئے ہے دوسری مخلوق کے لئے نہیں' اس

لئے بطور خاص انسانوں ہی کا ذکر ہوا کہ انسانوں ہی کے نفع کے لئے آپ رسول بنائے گئے جیسے رب تعالیٰ نے اپنے لئے فرمایا ﴿رَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ﴾ حالانکہ وہ تمام مخلوق کا رب، ملک اور الٰہ ہے یا جیسے فرماتا ہے ﴿خَلَقَ لَكُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا﴾ حالانکہ زمینی چیزوں سے سب مخلوق نفع اُٹھاتی ہے۔

حضور ﷺ تمام خدائی کے رسول ہیں۔ ساری مخلوق کے رسول ہیں، رسولوں کے بھی رسول ہیں۔ ﴿وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا﴾ اے محبوب تمہاری نبوت سچائی پر اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے کہ اُس نے تمہارے معجزات، قرآنی آیات سے، گذشتہ کتابوں کی خبروں کے ذریعہ تمہاری نبوت ایسی ثابت فرمادی کہ کسی کو اس میں تامل کی گنجائش نہ رہی۔

اے حبیب ﷺ ! اس حقیقت کی صداقت پر خود خُدا گواہ ہے کہ تو اُس کی ساری کائنات کا ہادی ومُرشد ہے اور ایسے گواہ کی شہادت کے بعد دُنیا بھر کے منکرین کا انکار کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ ناگفتہ بہ حالات میں اسلام کا غالب آنا اور دشمنانِ اسلام کا ہی کچھ مدت بعد اس کی ناموس وعظمت کے لئے اپنی جانیں قربان کرنا اللہ تعالیٰ کے گواہ ہونے کی سب سے روشن دلیل ہے۔

☆ ﴿لٰكِنِ اللّٰهُ یَشْهَدُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اِلَیْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ یَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا﴾ (النساء/۱۶۶)

لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے اس کتاب کے ذریعہ جو اُس نے آپ کی طرف اُتاری کہ اُس نے اُسے اُتارا ہے اپنے علم سے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور کافی ہے اللہ تعالیٰ بطور گواہ (ضیاءالقرآن)

جس ذات پاک نے آپ سے پہلے آنے والے پیغمبروں پر وحی نازل کی، اُسی نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی۔ اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے دوسرے لوگوں کی شہادت کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ خود اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ اس کی سچائی کی گواہی دے رہا ہے کہ اسی نے اپنے کمال علم وحکمت سے اُسے اتارا ہے۔ اس کتاب کی ہر آیت ہر جملہ

بلکہ ہر کلمہ اللہ تعالیٰ کے کمالِ علم کی جلوہ گاہ ہے جو شخص تعصب سے بالاتر ہو کر اس کا مطالعہ کرے گا وہ بے ساختہ کہہ اُٹھے گا کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہے۔

عربی زبان میں **لٰکن** شروع مضمون میں کبھی نہیں آتا بلکہ گذشتہ مضمون پر جو وہم کیا جائے اس کے دفع کے لئے آتا ہے اس لئے یہاں پہلے کچھ مضمون ضرور ہے وہ یہ ہے کہ اگر یہود کافر آپ کی گواہی نہ دیں تو نہ دیں لیکن اللہ تعالیٰ تو گواہی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی گواہی دیتا رہتا ہے اور دیتا رہے گا۔ گواہی تین طرح کی ہوتی ہے۔ زبانی گواہی' قلمی گواہی' علامات سے گواہی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی نبوت وغیرہ کی گواہی تینوں طرح سے دی۔ حضور ﷺ پر معجزات ظاہر فرمانا' آپ کی نبوت کی علامات قائم کر دینا بھی رب تعالیٰ کی گواہی ہے اور توریت وانجیل وقرآن میں آپ کی نبوت کا اعلان فرمانا بھی رب تعالیٰ کی گواہی ہے۔

خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ شاہد یعنی گواہ ہے اور حضور ﷺ مشہود لہ ہیں جن کے حق میں گواہی دی جارہی ہے۔ قرآن کریم وغیرہ مشہود بہٖ جس کی گواہی ہے۔ اور کفار مشہود علیہ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کے موافق قرآن کریم کی حقانیت کی گواہی دیتا ہے کفار کے مقابلہ میں۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کی ذات وصفات کے گواہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور حضور ﷺ کی ذات وصفات کا گواہ خود رب تعالیٰ ہے۔ گواہی توحید سُنت رسول اللہ ہے اور گواہی رسالت سُنت الٰہیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی گواہی پر فرشتے گواہ ہیں۔ اے محبوب تمہارا گواہ میں ہوں اور میری گواہی کے گواہ سارے فرشتے۔۔۔خیال رہے کہ فرشتوں کی یہ کلمہ خوانی **اشهد ان لااله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله**' پڑھنا انسان کی پیدائش سے کہیں پہلے کی ہے کیونکہ فرشتے انسانوں سے لاکھوں سال پہلے پیدا ہو چکے ہیں' چونکہ اللہ تعالیٰ کی گواہی اور فرشتوں کی گواہی میں بہت فرق ہے۔ دونوں گواہیوں کی نوعیّتوں میں بھی فرق ہے مقصد میں بھی فرق ہے اس لئے رب تعالیٰ کے لئے **يشهد** الگ کیا گیا اور فرشتوں کے لئے **يشهدون** الگ لایا گیا۔ جیسے **انك ميت وانهم ميتون**

میں حضور ﷺ کے لئے میت الگ ارشاد ہوا' لوگوں کے **میتـــــون الگ**۔۔۔حضور ﷺ کی موت بمعنی **خروج روح عن البدن** ہے اور دوسروں کی موت بمعنی **ترك روح البدن** ہے۔ ایسے ہی یہاں ہے ﴿**وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا**﴾ اس عبارت میں ربانی گواہی کی اہمیت بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے یا اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے۔ اگر دُنیا میں کوئی بھی تمہاری نبوت کی گواہی نہ دے تو نہ دے' ہم جو اس کے گواہ ہیں۔ حضور ﷺ کی ذات وصفات افعال وغیرہ سب کے گواہ ہیں یونہی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کا گواہ ہے۔

خیال رہے کہ فرشتوں کی یہ کلمہ خوانی ایمان لانے کے لئے نہیں' وہ تو پیدائشی مومن ہیں بلکہ حضور ﷺ کا احترام ظاہر کرنے اور برکت حاصل کرنے' اپنا قرب الٰہی بڑھانے کے لئے ہے۔ جیسے ہم لوگ مومن ہو کر کلمہ طیبہ کا وظیفہ پڑھتے ہیں۔ کلمہ پڑھ کر سوتے ہیں' کلمہ پڑھ کر مرتے ہیں۔ کیوں؟ برکت کے لئے۔ اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے اس گواہی کے ہوتے ہوئے آپ کو کسی کی گواہی کی ضرورت نہیں۔ یاد رکھو کہ تین کام وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ بھی کرتا ہے فرشتے بھی' انسان بھی' بلکہ اور مخلوق بھی۔ (۱) حضور ﷺ پر درود شریف (۲) حضور ﷺ کی نبوت کی گواہی (۳) حضور ﷺ کی حمد وثنا۔۔۔اسی لئے حضور ﷺ کا نام محمد ہے (ﷺ)۔ [ہماری کتاب معارف اسم محمد ﷺ کا مطالعہ کریں]

علمی نکات:

(☆) تمام لوگوں کے گواہ انسان' مگر حضور ﷺ کا گواہ خالق انس والجان ہے جیسا کہ ﴿**لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ**﴾ سے معلوم ہوا۔ حضور ﷺ کی تو وہ شان ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بی بی مریم کو تہمت لگی تو اُن دونوں بزرگوں کی گواہی دو بچوں نے دی۔ مگر محبوب کی زوجہ طیبہ طاہرہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تہمت لگی تو خود رب تعالیٰ نے گواہی دی یہ ہے ﴿**لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ**﴾ کا ظہور۔

(☆) اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی صرف ایک بار گواہی نہ دی بلکہ برابر دیتا رہا اور قیامت تک دیتا رہے گا۔ تمام آسمانی کتابوں میں حضور ﷺ کا اعلان، سارے نبیوں کے ذریعہ حضور ﷺ کی شہرت بلکہ میثاق کے دن سارے نبیوں سے حضور ﷺ پر ایمان لانے کا عہد ﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ ﴾ پھر وِلادت پاک سے پہلے اور وِلادت پاک کے وقت تمام عالم میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کی دھوم دھام اور عجائبات کا ظہور، پھر ہزاروں معجزات کا آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہونا، پھر تا قیامت قرآن کی بقا، حضور ﷺ کا عام چرچہ، حضور ﷺ کی محبوبیت، حضور ﷺ کے دین میں اولیاء اللہ، علماء کی کثرت .... یہ سب چیزیں رب تعالیٰ کی گواہیاں ہیں یہ ہے ﴿اَللّٰهُ يَشْهَدُ ﴾ کا ظہور۔

(☆) حضور نبی مکرم ﷺ پر صرف قرآن مجید نہیں اُترا بلکہ اس کے علاوہ اور بہت کچھ اُترا حتیٰ کہ حضور ﷺ کی صفات، احوال، افعال، اعمال سب رب تعالیٰ کی طرف سے اُتارے ہوئے ہیں اور رب تعالیٰ ان سب کی حقانیت کا گواہ ہے جیسا کہ ﴿مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ کے عموم سے معلوم ہوا، اس لئے حضور نبی کریم ﷺ کے کسی فعل شریف پر اعتراض کرنا کفر ہے کہ وہ رب تعالیٰ پر اعتراض ہے۔

دیکھو حضور نبی الرحمہ ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو کفار ومنافقین نے اعتراض کیا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا ﴿زَوَّجْنٰـكَهَا﴾ 'اے محبوب یہ نکاح تمہارا ہم نے کرایا'۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی شہادت۔ ہمارے کام نفسانی، شیطانی، رحمانی ہر طرح کے ہوتے ہیں۔ حضور نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے کام رحمانی ہیں۔

(☆) حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام، رب تعالیٰ کی ذات وصفات کے مظہر ہیں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت غنا بھی ہے یعنی مخلوق سے بے نیازی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو بھی مخلوق سے بے نیاز بنایا ہے اور صرف اپنا نیازمند رکھا۔ حضور ﷺ کا دین، حضور ﷺ کا قرآن، حضور ﷺ کی عزت وعظمت کا رب تعالیٰ محافظ وناصر ہے۔ یہ نکتہ ﴿وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴾ سے حاصل ہوا۔

☆ ﴿هُوَ الَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًا ؕ﴾ (الفتح/۲۸)

وہی (قادرِمطلق) ہے جس نے بھیجا اپنے رسُول کو (کتابِ) ہدایت اور دینِ حق دے کر تا کہ غالب کر دے اُسے تمام دینوں پر' اور (رسول کی صداقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے

اس آیت طیبہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی عظمت وشانِ کبریائی اور اپنے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقامِ رفیع اور منصبِ عالی کا ذکر فرمایا ہے کہ اُنھیں یہ منصبِ رسالت پر فائز کرنے والا میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہی سارے رسول بھیجے ہیں لیکن اس رسول کو جونسبت ہے اس کی شان ہی نرالی ہے۔ برقِ غضب بن کر باطل کو خاکستر کرنے کے لئے نہیں آیا' بلکہ ابرِ رحمت بن کر پیاسی دُنیا کو سیراب کرنے کے لئے آیا ہے۔

اے کُفّار! تم نے میرے محبوب کے اسمِ گرامی کے ساتھ رسول اللہ کے الفاظ مٹا دینے پر اصرار کیا۔ اس ورق سے تو تم نے محو کر دیئے لیکن لوحِ محفوظ' عرش وکرسی کے بلند کنگروں' جنت کے ایوانوں اور اہل ایمان ومحبت کے دِلوں پر محمد رسول اللہ کے الفاظ ہمیشہ تابندہ ودرخشندہ رہیں گے' وہاں سے تم نہیں مٹا سکتے۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے   نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

جو دین نبی کریم ﷺ لے کر آئے ہیں وہ باطل سے مغلوب نہیں رہے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور اپنی فطری توانائیوں سے ساری طاغوتی قوتوں کو سرنگوں کر دے گا۔ یہ غاروں میں چُھپ کر اور گوشہ نشینی میں زندگی گذارنے والوں کا دین نہیں' یہ کشاکشِ حیات سے دامن بچا کر کُنجِ عافیت میں زندگی بسر کرنے والوں کا دین نہیں۔ کسی مصلحت کے پیشِ نظر باطل سے مفاہمت ومصالحت کرنے والوں کا دین نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے شیروں کا دین ہے جو گرجتے ہیں تو باطل کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ ان عقابوں اور شاہینوں کا دین ہے کہ جب وہ پَر کُشا ہوتے ہیں تو فضا کی پنہائیاں سمٹ کر رہ جاتی ہیں۔ یہ ان بہادروں اور جوانمردوں کا دین ہے جو زندگی کی کشتی کو حادثات کے طوفانوں میں کھیلنا جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ وہ اس دین کو تمام مروجہ ادیان' مذاہب اور نظامہائے حیات پر غلبہ بخشے گا۔ اس وعدہ کو پورا کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ عہد رسالت میں ہی اسلام کا پرچم مکہ پر لہرانے لگا جو کفر وشرک کا مرکز تھا۔ خلافتِ راشدہ میں ایشیاء اور افریقہ کے برّ اعظموں میں اس کی عظمت کے ڈنکے بجنے لگے۔ شرق وغرب میں کلمہ توحید کی صدائیں بجنے لگیں۔ غالب آنے کا مطلب یہ ہے کہ یا لوگ اس کو قبول کرلیں گے یا اس کی برتری کو تسلیم کرلیں گے۔ مسلمانوں کے دورِ انحطاط میں بھی نظر وفکر کے میدانوں میں اسلام کا پرچم لہراتا رہا۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی رسالت کا بھی گواہ ہے اور اس حقیقت کا بھی گواہ ہے کہ وہ کتابِ ہدایت اور دین رحمت لے کر آیا ہے اور اس بات کا بھی ضامن ہے کہ یہ دین سب ادیان پر غالب آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کی گواہی کے بعد ان سچائیوں کو ثابت کرنے کے لئے کسی دوسرے گواہ کی ضرورت نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عظیم شہادت 'مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ' :

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾ (الفتح/۲۹)

(جانِ عالم) محمد اللہ کے رسول ہیں (ﷺ)

اس بیان پر اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔ ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾ کے الفاظ جملہ اوصاف جمیلہ اور خصائل حمیدہ پر مشتمل ہیں۔ **وهو مشتمل علیٰ كل وصف جميل** (ابن کثیر)

یہی وہ کلمہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عرش معلیٰ پر لکھ دیا۔ کلمہ طیبہ کے دو جزء ہیں۔ پہلا جزء **لااله الا الله** ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو عبادت اور بندگی کے لائق ہو' سارے معبودان باطل کی نفی ہے۔ اسلام کے سارے نظام فکر وعمل کی بنیاد توحید پر ہے۔ زمین وآسمان کی اس کائنات میں عبادت

وبندگی کی مستحق صرف ایک ہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے۔ وہ اکیلا سب کا معبود ہے الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ سارے کمالات کی جامع اور جملہ نقائص سے اس کی ذات منزہ اور پاک ہے۔ کلمہ طیبہ کا دوسرا جزء رسول اللہ ﷺ کی رسالت ہے یعنی توحید کے ساتھ حضور ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرنا اور شہادت دینا ہے۔ توحید ورسالت کو دل وجان سے قبول کرنے کا نام ایمان ہے۔

مجدد دوراں حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی فرماتے ہیں:

توحید دعویٰ ہے رسالت دلیل ہے۔ **لااله الا الله** دعویٰ ہے **محمد رسول الله** دلیل ہے دعوے کو سمجھانے کے لئے دلیل کو سمجھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ منکرین کا مزاج یہ ہوتا ہے کہ دعوے کو اگر نہیں ماننا چاہا تو دلیل کا انکار کیا جاتا ہے۔ دلیل میں نقص نکالتے ہیں کہ یہ کیسی دلیل دی ہے یہ تو بہت کمزور دلیل ہے یہ دلیل اس سے ٹوٹتی ہے اس میں یہ عیب ہے اس میں یہ کمی ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ دعوے سے کوئی نہیں الجھا کرتا، الجھتے ہیں تو دلیل سے الجھتے ہیں۔ لڑتے ہیں تو دلیل سے لڑتے ہیں۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں **لااله الا الله** سے کوئی کلمہ گو ٹکراتا ہوا نظر نہیں آتا ہے بلکہ جو ٹکرارہا ہے وہ **محمد رسول الله** سے ٹکرارہا ہے۔ جو الجھ رہا ہے **محمد رسول الله** سے الجھ رہا ہے۔ اگر دلیل ٹوٹ گئی تو دعویٰ بھی ٹوٹ جائے گا۔ شیطان کو بھی دعوے سے کوئی الجھن نہیں پیدا ہوئی تھی۔ جب تک دعویٰ اس کے کان تک تھا اس وقت تک اسے کوئی الجھن نہیں پیدا ہوئی تھی۔ **لااله الا الله** کا منکر شیطان کبھی نہیں تھا۔ **لااله الا الله** کا منکر وہ پہلے ہی سے ہوتا تو گروہ ملائکہ میں کیسے شامل کیا جاتا۔ **لااله الا الله** کا اگر وہ پہلے ہی سے منکر ہوتا تو جنت کی ہوائیں کیسے اُس تک پہونچ سکتیں؟ **لااله الا الله** کا منکر وہ کبھی نہ تھا۔ جب امتحان کی منزل آئی تو کہا گیا تم دعویٰ **لااله الا الله** کو دلیل **محمد رسول الله** کی روشنی میں مانتے ہو کہ نہیں، وہ انکار کر گیا۔ ظاہر ہو گیا کہ **محمد رسول الله** دلیل اور **لااله الا الله** دعویٰ ہے۔ لہذا جو دلیل کا منکر ہوا وہ دعوے کا منکر سمجھا گیا۔ قرآن نے بھی یہی انداز اختیار کیا ہے۔

دلیل کو پہلے منوایا ہے ﴿اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ﴾ اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت کا اِدّعا رکھتے ہو' میری اتباع کرو۔ میری پیروی کرو' محبت ہو خُدا سے' پیروی ہو مصطفیٰ کی۔ امتحان ایسا ہی لیا جاتا ہے۔ یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایک شخص خُدا کی محبت کا دعویٰ کرے مگر رسول کی محبت کا دعویٰ نہ کرے۔ مگر ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی محمد رسول اللہ کو مانے اور اللہ تعالیٰ کو نہ مانے۔ ایسی کوئی نظیر ہی نہیں مل سکتی' ایسی کوئی مثال ہی نہیں مل سکتی۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی رسول کو چاہے اور اللہ تعالیٰ کو نہ چاہے۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی صحابہ اور اہلبیت کو چاہے اور رسولِ خُدا کو نہ چاہے۔ یہ ناممکن ہے کہ ائمہ مجتہدین کو ماننے والا صحابہ وتابعین کو نہ مانے۔ یہ ناممکن ہے کہ غوث جیلانی' خواجہ اجمیری' داتا گنج' حضرت شاہ نقشبند اور بزرگانِ دین کو ماننے والا امام اعظم' امام شافعی' امام مالک' امام احمد بن حنبل کو نہ مانے۔

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہیں کوئی معبود اللہ تعالیٰ کے سوا محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ صحابہ نے بھی یہی پڑھا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ تابعین نے بھی یہی پڑھا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ہم بھی یہی پڑھ رہے ہیں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ قیامت تک آنے والا ہر مومن یہی پڑھے گا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ لفظ 'ہیں' یہ بتارہا ہے کہ وہ موجود ہیں۔ یہ تو کلمہ اس کا ہے جو رسول کے وجود کو مانتا ہو اور جو نہیں مانتا اُسے چاہیے کہ مُردوں والا کلمہ پڑھے۔ یہ تو زندوں والا کلمہ ہے۔ **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ**۔۔۔۔ بتاؤ اس سے بڑھ کر اور نفاق کیا ہوگا کہ کہتے ہیں محمد اللہ کے رسول ہیں اور مانتے ہیں محمد اللہ کے رسول تھے۔ ارے کم سے کم زبان کو دل کے مطابق تو کرلو۔

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کلمہ توحید کہتے ہیں حالانکہ اس کلمہ طیبہ میں توحید اور رسالت کا سبق ہے۔ **لاالہ الا اللہ** کا مطلب ہے' نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے سوا' نہیں ہے کوئی الوہیت والا اللہ کے سوا' نہیں ہے کوئی الٰہیت والا اللہ کے سوا۔ ظاہر ہوگیا کہ میرا خُدا وہ ہے جو اپنی الوہیت میں وحدہ لاشریک ہے۔ مگر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا نام کلمہ توحید کیوں رکھا؟ کلمہ رسالت کیوں نہیں رکھا؟ کلمہ توحید ورسالت کیوں نہیں رکھا؟

لااله الا الله میں بھی توحید ہے اور **محمد رسول الله** میں بھی توحید ہے۔ **لااله الا الله** نے ہمیں یہ سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی الہیت اور الوہیت میں لاشریک ہے اور **محمد رسول الله** نے سمجھایا کہ حضور ﷺ اپنے کمالات رسالت ونبوت میں وحدہ لاشریک ہے۔ تو وہاں توحید الہیت ہے اور یہاں توحید رسالت ہے۔ معلوم ہوا کہ مشرک کی دو قسمیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرے وہ بھی مشرک، اور جو رسول کی ذات وصفات میں کسی غیر رسول کو شریک کرے وہ بھی مشرک۔

لااله الا الله دعوت ہے **محمد رسول الله** داعی ہیں۔ **لااله الا الله** کا پیغام رکھنے سے پہلے رسول نے اپنے کو سمجھایا اور اپنے کو منوایا۔ حضور ﷺ نے چالیس سال تک خاموش اور مثالی زندگی گزاری اور اس کے بعد فاران کی چوٹی سے اپنی قوم کو بُلایا اور پوچھا کہ تم مجھ کو کیا سمجھتے ہو۔ سب نے کہا، صادق وامین، سچے دیانتدار۔ الغرض بہت تعریف کردی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب سچا سمجھتے ہو تو اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے جو تمھیں تباہ کردینا چاہتا ہے۔ میرے کہنے سے مانو گے۔ سب نے کہا کہ آپ کبھی جُھوٹ نہیں بولے، آپ کہیں گے تو ہم مان لیں گے۔ میرے رسول نے فرمایا کہ جب میرے کہنے سے تم بن دیکھے لشکر کو مان رہے ہو، تو میرے ہی کہنے سے بے دیکھے خُدا کو مان لو۔ **قولوا لااله الا الله تفلحوا**... **لااله الا الله** کہو، فلاح پا جاؤ گے۔ حضور ﷺ نے **لااله الا الله** کی دعوت پیش کرنے سے پہلے اپنی ذات کو سمجھایا اور منوایا۔ اس لئے کہ **لااله الا الله** دعوت ہے **محمد رسول الله** داعی ہیں۔ **لااله الا الله** ہدایت ہے **محمد رسول الله** ہادی ہیں۔ **لااله الا الله** ذکر ہے **محمد رسول الله** ذاکر ہیں۔ **لااله الا الله** ارشاد ہے **محمد رسول الله** مُرشِد ہیں۔ **لااله الا الله** کلام ہے **محمد رسول الله** متکلم ہیں۔۔۔ جو داعی کو نہ مانے گا وہ دعوت کو کیا مانے گا۔ جو ہادی کو نہ مانے گا وہ ہدایت کو کیا مانے گا۔ جو قائل کو نہ مانے گا وہ قول کو کیا مانے گا۔ جو ذاکر کو نہ مانے گا وہ ذکر کو کیسے مانے گا۔

لاالہ الا اللہ یہ رسول کا ذکر ہے اور **محمد رسول اللہ** یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ **لاالہ الا اللہ** یہ رسول کا کلام ہے اور **محمد رسول اللہ** یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ قرآن نے بھی کہا ہے: اے محبوب ﴿**قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ**﴾ اے محبوب تم کہو کہ اللہ ایک ہے، تم کہو کہ اللہ بے نیاز ہے، تم کہو کہ نہ وہ کسی کی اولاد نہ اُس کی کوئی اولاد ہے وہ ﴿ **لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ** ﴾ ہے۔ تم کہو، یعنی یہ تمہاری بات بنے۔ مرضی الٰہی یہ ہے کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کلام تو ہمارا ہو اور زبان تمہاری:

قل کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے ترے سُنی　　اتنی ہے گفتگو ترے اللہ کو پسند!

ہماری صفات تو تم دُنیا کو بتاؤ۔ اور فرمادو ﴿**اَللّٰهُ اَحَدٌ ۚ**﴾ اور تمہاری صفات ہم ارشاد فرماتے ہیں ﴿**مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ**﴾ **لاالہ الا اللہ** تم کہو **محمد رسول اللہ** میں کہوں۔ جو **لاالہ الا اللہ** کہے گا وہ سُنت مصطفےٰ ادا کرے گا اور جو **محمد رسول اللہ** کہے گا وہ سُنتِ کبریا ادا کرے گا۔ جب تک سنت مصطفےٰ نہ پاؤ گے تمھیں آگے بڑھنے کی اجازت نہ ملے گی۔ اگر کوئی انسان آپ کی غلامی کے بغیر ہماری صفات کو جانے مانے، ہرگز عارف یا موحد نہیں۔ جب تک کہ آپ کی بتائی ہوئی توحید آپ کے دامن پاک سے لپٹ کر نہ مانے۔ رسالت کی دستگیری کے بغیر صحیح توحید حاصل نہیں ہوتی۔

جب تک انسان دلیل کو نہیں سمجھتا، دعوے پر ایمان نہیں لاتا۔ جب جادوگروں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کیا تھا تب معجزہ نے جادو کو شکست دی تھی اور اس کے بعد نتیجے میں وہ جادوگر ایمان لا رہے ہیں ﴿**اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ**﴾ ہم رب العالمین پر ایمان لائے جو موسیٰ و ہارون کا رب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ و کمال دیکھا اور ایمان لا رہے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رب پر۔۔۔ معلوم ہوا کہ یہ دلیل وہ دعویٰ۔ جو دلیل کو مانتا ہے اس کو دعوے کو ماننا پڑے گا۔ اور جب تک تم دلیل سے دور رہو گے دعویٰ سمجھ میں نہیں آئے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دلیل کو سمجھ لیا تو دعوے کو ماننا پڑ گیا۔ غزوۂ بدر کے بعد کا واقعہ ہے صفوان ابن امیہ اور عمیر ابن وہب یہ

دونوں حطیم کعبہ کے پاس بیٹھے کچھ گفتگو کررہے تھے۔ دو کے سوا کوئی تیسرا نہیں ہے۔ عمیر کا لڑکا وہب جنگ بدر کے قیدیوں میں جا چکا ہے عمیر اپنے اضطراب و بے چینی کا اظہار کررہا ہے کہ اگر میں اہل وعیال والا نہ ہوتا' اگر میرے اوپر بارِ قرض نہ ہوتا تو میں محمد عربی کا کام تمام کردیتا۔ صفوان ابن امیہ نے کہا کہ ہم تمھارے بچوں کی کفالت کا عہد کرتے ہیں تمہارے قرض کو ادا کردیں گے مگر اس راز کو کسی تیسرے پر ظاہر نہ کرنا۔ منصوبے کے تحت عمیر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ سرکار رسالت ﷺ نے پوچھا کہ عمیر تم کس لئے آئے ہو؟ تو کہا کہ اپنے بچے کی رہائی کی درخواست لے کر آیا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں اور صفوان ابن امیہ میں یہ بات نہیں ہوئی؟ مکے کے اندر' کعبے کے قریب' حطیم کے پاس۔۔۔کیا اُس نے تمھارے بچوں کی کفالت نہیں لی؟ کیا اُس نے تمہارے قرض کو ادا کرنے کا وعدہ نہیں لیا؟ سُنو عمیر ! تمہارے اور میرے مابین خُدا کا ارادہ حائل ہے۔ تم مجھے کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتے۔ اتنا سُننا تھا کہ عمیر کے دماغ میں ایک عجیب انقلاب پیدا ہوگیا۔ ایک تحریک پیدا ہوئی کہ بات تو ہوئی تھی مکے میں' مدینے والے نے کیسے جان لیا۔ بات تو ہوئی تھی دو میں' تیسرے نے کیسے جان لیا۔ فوراً پڑھا **اشھد ان لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ' واشھد ان محمدا عبدہ' ورسولہ** کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اب میں تم سے ایک سوال کروں کہ حضرت عمیر کو جو ایمان کی دولت ملی' اس کی تحریک کہاں سے پیدا ہوئی؟ اس کا محرک کون تھا؟ کس نے یہ انقلاب پیدا کیا کہ ایمان لاؤ۔ یہی بات تو تھی کہ رسول نے غیب کی بات بتادی۔ اُن کے دل میں ایمان کی تحریک پیدا ہوگئی۔ رسول کے علم غیب کو جب انھوں نے سمجھ لیا تو وہ ایمان لانے مجبور ہوگئے۔ زمانہ کتنا بدل چکا ہے۔ کبھی رسول کے علم غیب کو لوگ مان کر مومن بنتے تھے۔ آج انکار کرکے ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ تو دیکھو جب تک عمیر' رسول سے دور تھے ایمان نہ لاسکے۔ **لاالہ الا اللہ** کو مان نہیں سکے۔ اور جب قریب ہوگئے تو مان لیا۔ ظاہر ہوگیا **لاالہ الا اللہ** دعویٰ ہے اور **محمد رسول اللہ** دلیل۔ جب تک تم دلیل کو نہیں سمجھو گے' دعوے کو نہیں مان سکتے۔

شہادتِ توحید اور شہادتِ رسالت

سلطانِ جہاں محبوب خُدا تری شان وشوکت کیا کہنا   ہر شئے پہ لکھا ہے نام تیرا' تیرے ذکر کی رفعت کیا کہنا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے حبیب ﷺ کا ذکر اپنے ساتھ فرمایا ہے' نیز اپنے ذکر کو اور رسول کے ذکر کو ایک بتایا۔ شرعی احکامات اور انعامات کے عطا فرمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ اپنے حبیب ﷺ کو بھی شامل فرمایا ہے۔ ذات اور صفات کے اتصال سے محبوبیت کا اظہار ہوتا ہے۔ محبتِ الٰہی اور محبتِ رسول کو ایک بتایا۔ اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول کو ایک بتایا۔ عظمتِ الٰہی اور عظمتِ رسول کو ایک بتایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نافرمانی اور رسول کی نافرمانی کو ایک بتایا۔ اللہ رسول کے احکام ایک ہی ہیں' سزا دونوں کی ایک ہی ہے اور دونوں کے نافرمان ایک ہی درجہ کے مجرم ہیں یا یوں کہہ لو کہ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی اللہ تعالیٰ ہی کی نافرمانی ہے کیونکہ رب تعالیٰ کی ساری نعمتیں ہمیں حضور نبی کریم ﷺ ہی کی معرفت پہنچیں۔ جن کا ذکر قرآن کریم نے نہیں کیا' اُن کے احکام حدیث شریف سے ہی معلوم ہوئے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿**وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ**﴾ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسر اعظم صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین اشرفی مرادآبادی (خلیفہ شیخ المشائخ سیدنا اعلیٰ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان) فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے حضرت جبریل امین سے اس آیت کو دریافت فرمایا تو انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے تو میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے۔ (**اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيْ**)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ **یــــریــد الاذان والاقـامة والتشهـد والخطبة على المنابر فلو ان عبدا عبدالله وصدقه فـى كـل شيئى ولم تشهد ان محمدا صلى الله عليم وسلم رسول الله لم ينتفع من ذلك بشيئى وكان كافرا** یعنی اذان میں، تکبیر میں، تشہد میں، منبروں پر، خطبوں میں تو اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، ہر بات میں اُس کی تصدیق کرے اور سید عالم ﷺ کی رسالت کی گواہی نہ دے تو یہ سب بیکار ہیں وہ کافر ہی رہے گا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ **رفـع الـله ذكره فى الدنيا والاخرة فليس خـطيـب ولا متشهـد ولا صـاحـب صــلاة الا يقول اشهد ان لااله الا الله وان محمدا رسول الله** یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر دُنیا وآخرت میں بلند کیا۔ ہر خطیب، ہر تشہد پڑھنے والا **اشهـد ان لااله الا الله** کے ساتھ **اشهـد ان مـحـمدا رسول الله** پکارتا ہے
(تفسیر خزائن العرفان)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ جبریل امین میرے پاس آئے اور عرض گذار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے **اتـدری كيف رفعت لك ذكرك؟** یعنی کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے ذکر کو کس طرح بلند کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: ارشاد خداوندی ہے **اذا ذكـرت ذكرت معى** یعنی جہاں میرا ذکر ہوگا وہیں تمہارا بھی ذکر ہوگا کہ پروردگار نے اپنے نام کے ساتھ آپ کے ذکر کو، اپنی اطاعت کے ساتھ آپ کی اطاعت کو اور اپنے نام کے ساتھ آپ کے نامِ نامی واسمِ گرامی کو ملایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے **اَطِيْـعُـوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ وَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ** پس ان دونوں اسمائے گرامی (یعنی اللہ ورسول) کو واوِ عاطفہ سے ملایا ہے جو اشتراک کو چاہتی ہے اور ایسا کلام حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے علاوہ کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے۔ (کتاب الشفاء، مدارج النبوۃ)

اس حدیث کی شرح میں حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر رفع ذکر اور کیا ہوسکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں اللہ رب العزت نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملا دیا۔ حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا' ملائکہ کے ساتھ آپ پر درود بھیجا اور درودِ پاک پڑھنے کا حکم دیا اور جب بھی خطاب فرمایا معزز القاب سے خطاب فرمایا جیسے ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ ﴾ ﴿یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ ﴾ ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُزمِلُ ﴾ ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِرُ ﴾ وغیرہ...... پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی آپ کا ذکر فرمایا۔ تمام انبیاء اور اُن کی اُمتوں سے وعدہ لیا کہ وہ آپ پر ایمان لے آئیں۔ آج دُنیا کا کوئی بھی آباد ملک ایسا نہیں' جہاں روز وشب پانچ مرتبہ سرکار کی رسالت کا اعلان نہ ہورہا ہو۔ (روح المعانی)

قرآنِ حکیم کا فیصلہ ہے کہ ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ ہر شئے جو زمینوں وآسمانوں میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کررہی ہے۔ تو جہاں جہاں ذکر اللہ ہورہا ہے وہاں وہاں ذکر رسول اللہ بھی ہورہا ہے۔ تو ماننا پڑے گا کہ زمینوں وآسمانوں میں ہر شئی ذکر مصطفٰے علیہ التحیہ والثناء کررہی ہے۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی شان میں فرمایا: **وقرنت اسمك مع اسمی فلا اذكر فی موضع حتی تذكر معی ولقد خلقت الدنیا واهلها لاعرفهم كرامتك ومنزلتك عندی ولولاك ماخلقت الدنیا** یعنی اور میں نے تمہارا نام اپنے نام کے ساتھ ملا دیا ہے لہذا جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تمہارا بھی ذکر ہوگا اور تحقیق میں نے دُنیا اور اہلِ دُنیا کو اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ انہیں تیری منزلت ومرتبت بتلاؤں اور مقامِ محمودیت دِکھلاؤں اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دُنیا کو پیدا ہی نہ کرتا۔ (ابن عساکر)

اس وعدۂ حق کے مطابق آج بھی آپ دیکھیں کہ کوئی بھی مقام ایسا نہیں' جہاں پر ذکرِ خدا تو ہومگر ذکرِ مصطفٰی ﷺ نہ ہو' کلمہ طیبہ پڑھ کر دیکھ لو' اس میں بھی ذکرِ خدا کے ساتھ ذکرِ مصطفٰی موجود ہے۔ مؤذن کی اذانوں میں' خطیب کے خطبوں میں' مفسر کی تفسیر میں' مدبّر کی تدبیر میں'

مقرر کی تقریر میں، مصلیوں کی نمازوں میں، دُعاؤں میں اور التجاؤں میں، غرض کہ ہر جگہ اور ہر عبادت میں ذکرِ خدا کے ساتھ ساتھ ذکر مصطفٰے بھی موجود ہے۔ اسی طرح جہاں جہاں نامِ خدا مکتوب ہے وہاں وہاں نامِ احمد مجتبیٰ بھی مکتوب ہے۔

حضرت ابوالعباس ابن عطاؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ **اذا ذکرت ذکرت معی** سے مراد یہ ہے کہ **جعلت تمام الایمان بذکری معك وجعلتك ذکرا من ذکری فمن ذکرك ذکرنی** یعنی (اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ فرماتا ہے کہ) میں نے ایمان کو اپنے ذکر سے مع تمہارے ذکر کے تمام کیا کہ جب تک کلمہ کے دونوں جزء نہ کہے جائیں اور میری وحدانیت والوہیت کے ساتھ تمہاری رسالت کا اقرار نہ کیا جائے ایمان صحیح اور قابلِ اعتبار نہیں ہوتا اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر کیا۔ پس جس نے تمہیں ذکر کیا، اُس نے مجھے ذکر کیا۔

حق کی توحید کا ہو لاکھ اقرار   پر رسالت نہیں تو کچھ بھی نہیں

حضرت امام قاضی ابوالفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الشفاء میں اور حضرت امام احمد شہاب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے کہ **اذا ذکرت ذکرت معی** سے مراد یہ ہے کہ رب کریم فرماتا ہے کہ اے محبوب ! ہم نے تمہارے نام کو اپنے نام سے اور تمہاری اطاعت کو اپنی اطاعت سے جا بجا ملایا بلکہ تمہاری طاعت کو عین اپنی طاعت اور تمہاری نافرمانی کو عین اپنی نافرمانی ٹھہرایا۔

خطبات میں کلموں میں اقامت میں اذان میں   ہے نامِ الٰہی سے ملا نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خاتم المحققین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿**وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ**﴾ کہ ہم نے آپ کے نام اور آپ کے ذکر کو دُنیا و آخرت میں نبوت و شفاعت کے ساتھ بلند فرمایا ہے اور آپ کے اسمِ گرامی کو اپنے اسمِ جلالت کے ساتھ کلمہ طیبہ، اذان، نماز اور تمام خطبات میں شامل و جزوقرار دیا۔ کوئی بھی خطبہ پڑھنے والا، اذان دینے والا اور نماز ادا کرنے والا ایسا نہ ہوگا جو **اشهد ان لااله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله** نہ کہے۔ (مدارج النبوۃ)

شاعر بارگاہِ رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

وضم الالٰہ اسم النبی الیٰ اسمہٖ اذ قال فی الخمیس المؤذن اشھد

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا دیا ہے اس لئے جب مؤذن پانچوں وقت کی اذان میں **اشھد ان لاالٰہ الا اللہ** کہتا ہے تو اس کے ساتھ ہی **اشھد ان محمدا رسول اللہ** کا بھی اظہار و اعلان کرتا ہے۔ (خصائص الکبریٰ)

مجدد دوراں حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی فرماتے ہیں کہ صرف اذان ہی میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو یہاں تک فرما دیا کہ اے محبوب ! نماز جو عبادتوں میں سب سے افضل ترین عبادت ہے اس مخصوص عبادت میں بھی فرض تو میرا ہو اور عبادت تو میری ہو لیکن ادائیں تیری ہوں۔ عبادت خدا کی ہو' ادائیں مصطفٰی کی ہوں۔ میرے خدا کو منظور یہ ہے کہ اے محبوب ! تمہاری اداؤں کو میں اپنا فرض قرار دوں گا تا کہ سنت تیری ہو اور فرض میرا ہو' تا کہ یہ دُنیا تیری یاد کو مٹا نہ سکے۔ نماز میں جب تم کھڑے ہوتے ہو تو 'احمد' کی الف نظر آتے ہو' اور جب تم رکوع میں جاتے ہو تو 'احمد' کی حاء بن جاتے ہو اور جب تم سجدے میں جاتے ہو تو 'احمد' کی میم دِکھائی پڑتے ہو' اور جب تم بیٹھ جاتے ہو تو 'احمد' کی دال نظر آتے ہو۔ خدا کو منظور یہ ہے کہ عبادت تو اُس کی ہو' تصویر 'احمد' کی ہو۔ تصویر احمد مجتبیٰ کی ہو۔ (خطبات حیدر آباد)

غرض کہ دُنیا کے گوشے گوشے میں اور چپے چپے میں صبح سے شام تک اذانوں میں ہو یا نمازوں میں' خطبات میں ہو یا تکبیروں میں اور کلمہ شہادت میں ہو یا تشہد میں' ہر جگہ آج بھی اللہ کے نام کے ساتھ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا نام بھی لیا جاتا ہے مگر ایک مقام ایسا بھی ہے جہاں خدا کے نام کے ساتھ حبیبِ خدا کا نام نہیں لیا جاتا۔ اور وہ مقام وقتِ ذبح کا ہے کہ جانور ذبح کرتے وقت **بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ** کہہ کر ذبح کرتے ہیں لیکن اس جگہ نبی کریم ﷺ کا اسمِ گرامی نہیں لیا جاتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ جانور کے گلے پر چھری پھیرنے کا وقت بظاہر رحمت کا وقت نہیں۔ بلکہ

قہر وجلال کا وقت ہے۔اس لئے اللہ جل شانہٗ نے اس جگہ اپنے حبیب کا نام لینا گوارہ نہیں کیا۔
سبحان الله ! رب جلیل کس قدر اور کس کس انداز سے سرکار کے مراتب بلند فرما رہا ہے۔
امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

خدا کے بعد ہر اک شئے سے افضل واعلیٰ میرے رسول کا رُتبہ دِکھائی دیتا ہے

عبدیتِ مُصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم

اشھد ان لاالہ الا اللہ

وحدہ لاشریک لہ‘

واشھد ان محمدا

عبدہ‘ ورسولہ

شانِ عبدیت : اللہ تبارک وتعالیٰ نے سید عالم حضور نبی کریم ﷺ کو جن کمالات وامتیازات سے نوازا' اُن میں سب سے بڑا امتیاز و کمال عبدیت کاملہ کا مقام ہے۔

عربی زبان میں **عبد** کا معنی غلام اور بندہ کے ہیں اور کسی کے **عبد** ہونے کو عبدیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔عبد کے معنی ومفہوم کے بارے میں عام لوگوں کے ذہن میں ایک غلط فہمی ہے کہ لفظ **عبد** کا اطلاق صرف انسان پر کیا جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ اپنی معنوی وسعت کے اعتبار سے لفظ **عبد** جملہ موجودات کائنات کو محیط ہے کائنات ارضی وسماوی میں موجود ہر چیز بارگاہ رب العزت میں **عبد** کا درجہ رکھتی ہے۔

عبادت کے لائق صرف خالق کائنات کی ذات ہے جب کہ خلقت کے اعتبار سے عالم ارضی اور عالم بالا سے تعلق رکھنے والی ہر چیز جن وانس' ملائکہ حیوانات' نباتات جمادات شجر وحجر غرض کہ کائنات بسیط کے ہر ہر گوشے میں پائی جانے والی ہر چیز اپنے خالق ومالک کے ساتھ رشتہ بندگی میں منسلک ہے۔

'**عبد**' کے معنی عابد بھی ہوتے ہیں اور غلام وخادم کے بھی ہوتے ہیں جب **عبد** کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کیا جائے گا تو '**عبد**' کے معنی عابد ہوں گے اور جب غیر اللہ کی طرف نسبت ہوگی تو معنی ہوں گے خادم وغلام۔۔لہذا عبدالنبی کے معنی نبی کا غلام قرآن کریم فرماتا ہے: حضور ﷺ کو حکم دیا گیا کہ ﴿**قُلْ يٰعِبَادِیْ**﴾ فرمادو (یعنی اپنی اُمت سے فرمادو) اے میرے بندو ﴿**قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا**﴾ (الزمر/۵۳)

تم فرماؤ کہ اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی۔اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید و مایوس نہ ہو۔بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

اس آیت میں ﴿**يٰعِبَادِیْ**﴾ سے مراد رسول اللہ ﷺ کے بندے ہیں یعنی غلام اور خادم کے معنوں میں بندے کہا گیا۔اب اس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ اے محبوب فرمادو کہ اے میرے غلامو!۔

اب اس خطاب سے کفار خود بخود نکل گئے کیونکہ حضور ﷺ کے غلام اور خدام تو مسلمان ہی ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے 'ازالۃ الخفاء' میں حدیث نقل کی ہے کہ امیرالمومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی نسبت فرمایا **کنت عبدہ وخادمہ** میں حضور ﷺ کا بندہ اور خادم ہوں۔

صحابہ کرام نے بھی بارہا فرمایا کہ **کنت انا عبدہ وخادمہ** میں حضور ﷺ کا عبد اور خادم ہوں۔ (دیکھیں ہماری کتاب 'حقیقت شرک')

خالق کے ساتھ رشتہ بندگی کے استوار کرنے کو مقام عبدیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ارشاد قرآنی کے مطابق آسمانوں اور زمین ہر ایک کو اس کے مقام عبدیت سے روشناس اور آگاہ کر دیا گیا ہے اور کائنات کی ہر چیز اور وجود اپنے معبود حقیقی کے حضور تسبیح وتہلیل وعبادت میں مصروف ہے۔ ﴿**اِنْ كُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا**﴾ (مریم ۱۹:۹۳) آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی (آباد) ہیں (خواہ فرشتے ہیں یا (جن وانس) وہ اللہ تعالیٰ کے حضور محض بندہ کے طور پر حاضر ہونے والے ہیں۔

کائنات ارضی وسماوی میں پائی جانے والی ہر نوع کو مخلوق اپنے مقام کی مناسبت سے درجہ عبدیت پر فائز ہے۔

کفار ومشرکین فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس غلط عقیدے کا بطلان بڑے واضح لفظوں میں کیا ہے ﴿**بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ**﴾ (الانبیاء ۲۱:۲۶) بلکہ وہ (اللہ تعالیٰ کے) معزز بندے ہیں۔

حقیقت مقام عبدیت : اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں بغایت درجہ عاجزی فروتنی بے مائیگی اور کمال تذلل کا نام بندگی ہے اور مقام عبدیت اس احساس سے بدرجہ اتم سرشار ہونا ہے بندہ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فرط عجز و نیاز سے جھکتا چلا جاتا ہے

تو اس کا جو ہر زندگی کھلنے لگتا ہے اور وہ مقام عبدیت میں پختہ سے پختہ تر ہوتا جاتا ہے جب بندہ خود کو عاجز بے بس قصوروار وخطا کار سمجھ کر انفعال وندامت کی کیفیت میں ڈوب جاتا ہے تو بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہوتے ہی اس کے قلب و باطن میں عبدیت کا نور بھر دیا جاتا ہے اور انوار الٰہیہ اس کی باطنی کائنات کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ اس کی جبین بندگی جس قدر فرط و عجز وانکساری سے خالق کائنات کے حضور خم ہوتی ہے اس کا مقام عبدیت نئی بلندیوں اور رفعتوں سے ہمکنار ہونے لگتا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: **وما تواضع احد لله رفعه الله** (مسلم شریف) جو کوئی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے رفعت و بلندی عطا کرتا ہے۔

کیا ہم نے کبھی غور کیا ہے کہ ہم خدا کی زمین پر اکڑ اکڑ کر چلتے ہیں اور مخلوق خداوندی کو حقیر وادنیٰ سمجھتے ہیں؟ کیا اس غرور، عونیت پر مبنی طرز عمل اپنا کر ہم اس حقیقت سے نا آشنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہم کتنے گر چکے ہیں اور دُنیا میں ہر جگہ ذلیل وخوار ہو رہے ہیں بارگاہ خداوندی میں حقیقی عزت اس کی بارگاہ بے ہمتا کے آگے جھکنے اور بندگانِ خدا سے تواضع خاکساری اور عجز وانکسار کا انداز اختیار کئے رکھنے میں مضمر ہے۔ جو درخت جتنا ثمر دار ہوتا ہے وہ اتنا ہی جھکا ہوا ہوتا ہے۔ (دیکھیں ہماری کتاب 'اللہ تعالیٰ کی کبریائی')

عبد کی اقسام : اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اس کی عبد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شئے عبد ہے عبد کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

عبد رقیق: اس سے مراد وہ مملوک غلام ہے جو پوری طرح اپنے مالک کے قبضہ اور اس کی ملک میں ہو۔ عام مومنین خواہ عاصی ہوں یا مطیع سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک بمنزلہ عبد رقیق کے ہیں (دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے سب افراد عبد رقیق کا درجہ رکھتے ہیں)

عبد آبق : اپنے مالک سے بھاگے ہوئے غلام کو کہتے ہیں جو اپنے آقا سے دور چلا گیا ہو۔ تمام کفار، مشرکین، منافقین اور بد مذہب اسی زمرہ میں آتے ہیں۔

عبد ماذون: عبد ماذون وہ غلام ہے جو مالک کی ملک اوراس کے قبضہ میں ہے اوراس کی قابلیت صلاحیت' استعداد اورخوبی کی وجہ سے اُس کے مالک نے اپنے کاروبار کا اُسے مختار و ماذون بنادیا ہواور اُسے اس بات کا اذن دے دیا ہو کہ وہ مالک کے کاروبار میں جائز اورممکن تصرف کرے۔ اس غلام کا بیچنا' خریدنا' لینا دینا سب کچھ اُس کے مالک کا بیچنا' خیریدنا' لینا دینا تصور ہوگا۔ (معراج النبی ﷺ۔ غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ)

اللہ تعالیٰ کے محبوبین ومقربین بمنزلہ عبد ماذون کے ہیں اللہ تعالیٰ ہر ایک کے قرب کے مطابق ماذونیت کا شرف عطا فرماتا ہے۔ عبد ماذون مختلف درجات طے کر کے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام محبوبیت پر فائز ہوجاتا ہے حضور ﷺ ماذونیت کے بلندترین مقام پر ہیں اور آپ ﷺ ہی کی عبدیت معراج سے سرفراز ہوئی۔ ساری کائنات میں رسول اللہ ﷺ کے برابر کوئی اللہ تعالیٰ کا مقرب نہیں۔ اس لئے حضور ﷺ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے عبد ماذون ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ﴾ (بقرہ/) کون ہے جو شفاعت کرے بغیر اذنِ خداوندی کے (اللہ کے حکم کے بغیر کوئی بھی سفارش نہیں کرسکتا ہے)

﴿اِلَّا بِاِذْنِہٖ﴾ سے یہ واضح فرمادیا کہ وہ محبوب ومقبول بندگانِ خدا ضرور شفاعت کریں گے جن کو اُن کے رب نے اجازت مرحمت فرمائی ہوگی۔ حضور ﷺ قیامت کے دن سب سے پہلے بارگاہ الٰہی میں اذن پاکر شفاعت فرمائیں گے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا کہ اُن کی شان محبوبی دِکھائی جانے والی ہے

قیامت کے روز یہ نہیں ہوگا کہ جس کا جی چاہے گا اٹھ کر شفاعت کرنے لگے گا بلکہ اس روز وہی شفاعت فرمانے کی جراُت کرے گا جسے بارگاہ رب العزت سے اس کا اذن شفاعت (اجازت شفاعت) مل چکا ہوگا جیسے انبیاء اولیاء صالحین۔ وغیرہ۔ ہر کام باذن اللہ عین توحید ہے بغیر اذن کے شفاعت کا اعتقاد شرک ہے اور اذن کے ساتھ عین توحید لہذا یہ عقیدہ کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی حاجت پوری کرسکتا ہے شرک ہے اور جب اذن الٰہی کا عقیدہ آیا تو شرک ختم۔ اذنِ الٰہی ہونا اور نہ ہونا توحید اور شرک کا اصل معیار ہے۔

اب اگر کوئی اولیاء اللہ کو باذنِ اللہ حاجت روا کہے تو شرک نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم کے بغیر انسان سانس تک نہیں لے سکتا اور نہ ہی پلک جھپکا سکتا ہے ہونٹ بھی نہیں ہلا سکتا ہے اور اگر یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم کے بغیر یہ اُمور انجام دے سکتا ہے تو بلا شبہ وہ مشرک ہو جائے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا مقام عبدیت : مقام عبدیت تمام مقامات میں اعلیٰ وبالا ہے اور بلا شبہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اس صفت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں کامل ترین اور سب پر فائق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو جن کمالات وامتیازات سے نوازا اُن میں سب سے بڑا امتیاز وکمال عبدیت کاملہ کا مقام ہے حضور ﷺ اس لئے افضل مخلوقات اور اشرف کائنات ہیں ۔حضور ﷺ کا مثل ازل سے ابد تک کائنات کی سب مخلوق میں کوئی نہیں ہے آپ ﷺ ایسے مہتمم بالشان اور کمال کی انتہاؤں کو چھونے والے مقام عبدیت کے حامل ہیں جو انتہائی نیازمندی' فروتنی اور احساس بندگی سے عبارت ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر کوئی اُمتی ایسے خیالات کو حضور ﷺ کے بارے میں اپنے گوشہ دل میں جگہ دے جو آپ ﷺ اپنے اظہار عبدیت کے طور پر زبان مبارک پر لاتے تھے تو وہ اپنے ایمان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا مقام بندگی اس انتہا درجے کو پہنچا ہوا تھا کہ آپ ﷺ عبادت میں ساری رات گریہ کی وہ کیفیت طاری ہوتی کہ آپ ﷺ کا رواں رواں کانپنے لگتا۔ایک دفعہ اسی کیفیت کا غلبہ تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے توسط سے اپنے محبوب کے پاس یہ پیغام بھیجا۔

﴿**طٰـهٰ ۚ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى**﴾ (طٰہٰ/۲) (اے محبوب مکرم) ہم نے تم پر قرآن مجید اس لئے نازل نہیں فرمایا کہ تم مشقت میں پڑ جائیں۔

یہ تو محبّ کا اپنے محبوب سے اظہار محبت کا معاملہ تھا۔مگر حضور ﷺ کا شغف عبادت

اس کمال درجے کا تھا کہ بارگاہ صمدیت میں دُعا مانگتے کہ مولیٰ مجھے اپنی یاد میں رونے والی آنکھیں اور محبت میں مگن رہنے والا دل عطا فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے کثرت گریہ کو دیکھ کر عرض پرداز ہوتے کہ: آقا آپ ﷺ تو محبوب خدا ہیں اور آپ ﷺ کی ذات تو وہ ہے جس کے دامن میں گناہ گار اُمتیوں کو بھی مژدہ مغفرت عطا ہوتا ہے پھر آپ ﷺ کے اضطراب اور کثرت گریہ کا سبب کیا ہے؟

حضور سید المعصومین ﷺ احساس عبدیت سے سرشار ہو کر فرماتے '**افلا اکون عبداً شکوراً**' کیا میں اپنے رب کا شکر گذار بندہ نہ بنوں (صحیح البخاری)

حضور نبی کریم ﷺ بندگی کے بلندترین مقام پر نظر آتے ہیں عبادت گزاری خشوع وخضوع عاجزی اور تضرع وزاری میں جو درجہ حضور ﷺ کی ذات گرامی کو حاصل ہے عالم زیریں وبالا میں موجود کوئی عام مخلوق اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ گویا آپ ﷺ کی عبدیت پر خود عبدیت کو ناز ہے عبدیت کے اس اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہو کر حضور ﷺ کثرت عبادات اور مجاہدے میں اس قدر منہمک اور مشغول رہتے تھے کہ کوئی مخلوق اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتی۔ طویل قیام اللیل کے دوران قدوم مبارکہ کا متوارم ہوجانا' تبلیغ ودعوت دین اور جہاد کے میدان میں دشمنوں کے ہاتھوں جسم اقدس کا لہولہان ہوجانا' فاقہ کشی کرنا پے درپے صعوبتیں اور تکلیفیں اٹھانا' غاروں میں جاکر رونا اور کثرت گریہ وزاری سے ریش مبارک کا آنسوؤں سے تر ہوجانا' حضور ﷺ کے کمال عبدیت کی آئینہ دار ہیں اور یہ آپ ﷺ کی شان عبدیت کی دلیل ہے۔

حضور ﷺ کی شان عبدیت اس درجہ کی ہے کہ ساری ساری رات بارگاہ صمدیت میں کھڑے ہو کر مصروف عبادت رہنے کے باوجود عرض پرداز ہوتے ہیں کہ: **ماعبدتك حق عبادتك** (اے اللہ تعالیٰ) میں تیری عبادت کا حق ادا نہیں کرسکا!

اس مقام عبدیت پر فائز ہو کر جہاں آپ ﷺ کے نعلین پاک سے عرفا وصلحا کو معرفت عطا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت جو حضور ﷺ کو حاصل ہے وہ

صرف آپ ﷺ کا ہی خاصہ ہے اس کے باوجود بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں :
ما عرفنك حق معرفتك (اے اللہ تعالیٰ) میں تیری معرفت کا حق ادا نہیں کرسکا !

جب حضور ﷺ عبدیت کے تقاضوں کو کماحقہ بجالانے کے لئے بارگاہ خداوندی میں مصروف عبادت ہوتے ہیں تو ان کی خواہش ہوتی ہے کہ رات کی ساعتیں پھیل کر دامن قیامت تک دراز ہو جائیں لیکن باری تعالیٰ کی ذات چاہتی ہے کہ اس کا محبوب رات کا کچھ حصہ آرام بھی کرے۔

یہ نکتہ محبت ذہن نشین کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ روح اسلام اور معرفت دین سے بے بہرہ نام نہاد بدعقیدہ بد باطن مبلغین اکثر و بیشتر اس نکتہ محبت کو فراموش کر بیٹھتے ہیں اور وہ دین اسلام کی ایسی تصویر پیش کرتے ہیں جو خشک اور جذبہ محبت سے عاری ہوتی ہے۔

مقصد تخلیق' اظہار عبدیت: حضور ﷺ چونکہ کمال عبدیت میں سب سے فائق ہیں اس لئے حضور ﷺ افضل مخلوقات اور اشرف کائنات ہیں اور اسی وجہ سے قرآن مجید میں جہاں حضور ﷺ کے بلند ترین خصائص وکمالات اور اللہ تعالیٰ کے آپ پر خاص الخاص انعامات کا ذکر کیا گیا ہے وہاں معزز ترین لقب کے طور پر آپ کو 'عبد' ہی کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ بندوں کے مقامات میں سب سے بلند عبدیت کا مقام ہے اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اس مقام کے امام یعنی اس وصف خاص میں سب پر فائق ہیں۔
قاعدہ ہے کہ ہر چیز اپنے مقصد کے لحاظ سے کامل یا ناقص سمجھی جاتی ہے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد اس کے پیدا کرنے والے نے عبدیت اور عبادت بتایا ہے اس لئے سب سے افضل واشرف انسان وہی ہوگا جو اس مقصد میں سب سے اکمل و فائق ہو۔

﴿**وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ**﴾ (الذاریات/ ۵۷)
اور نہیں پیدا فرمایا میں نے جن وانس کو مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس آیت کی تشریح یوں بیان فرمائی ہے **وماخلقت الجن والانس الا لامرهم بالعباده** یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے جن وانس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میں انھیں حکم دوں کہ وہ میری عبادت کریں۔

انسان کو عقل وفہم اعتبار و اختیار کی جو نعمتیں ارزانی کی گئی ہیں ان کا تقاضا ہے کہ وہ اپنی جبین نیاز اسی ذات کے سامنے جھکائے جس نے اسے پیدا فرمایا اور اپنے گونا گوں احسانات سے اسے مالا مال فرمایا۔

اب اگر وہ کسی اور کی عبادت کرنے لگے جو نہ اُس کا خالق ہے اور نہ اُس کا پروردگار ہے یا اگر کوئی بالکل الحاد ودہریت کا راستہ اختیار کر لے تو گویا وہ اپنی فطرت سے جنگ آزما ہے اور اپنی طبع سلیم کو مسخ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے اعلان عبدیت فرما رہا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۙ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (الزمر/۱۲) فرمائیے ! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کروں خالص کرتے ہوئے اس کے لئے اطاعت کو اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان بنوں۔ ﴿قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ﴾ (الزمر/۱۴) فرمائیے اللہ تعالیٰ کی ہی میں عبادت کرتا ہوں خالص کرتے ہوئے اس کے لئے اپنے دین کو۔

راہ حق میں ثابت قدم رہنے اور شمع توحید کو روشن رکھنے کی تاکید مَیں صرف تمہیں نہیں کر رہا ہوں بلکہ میرے رب نے مجھے بھی ایسا ہی کرنے کا حکم فرمایا ہے مَیں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ عالم شہادت میں اس اُمت کے لحاظ سے اور عالم غیب میں تمام اولین وآخرین کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے حکم بردار بندے ہیں۔

حضور نبی مکرم ﷺ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا کون ہے؟

منکر ختم نبوت بانی دارالعلوم دیوبند محمد قاسم نانوتوی کو یہ کہتے ہوئے شرم نہ آئی کہ 'نبی اُمتی سے صرف علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، رہ گیا عمل، تو بسا اوقات بظاہر اُمتی نبی کے مساوی ہوتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں' (تحذیر الناس)

حضور نبی کریم ﷺ سے قلبی نہ سہی، رسمی تعلق بھی ہوتا تو اس قسم کی جرأت نہ کی جاتی تھی۔

جبریل امین جبین سے جگاتے ہیں آپ کو — کس درجہ احترام ہے میرے حضور کا

نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کا لمحہ لمحہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے گزرا۔ غار حرا کی خلوت ہو یا حرم کعبہ کی جلوت، حضور نبی کریم ﷺ نے ہر مقام پر اپنے مالک حقیقی کا نام لے لے کر ذرّوں کو بھی گوہر آفتاب بنا دیا۔

ذرا غور کیجئے اس بات میں کہ وہ رسول جو دن رات اپنے رب کے نغمات لاہوتی کے ساتھ مکہ کی ہواؤں فضاؤں کو معطر و معنبر کر رہے ہوں اُن سے بڑھ کر کوئی رب تعالیٰ کی عبادت کر سکتا ہے؟

کیا حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی توحید کو جان سکتا ہے۔ نہیں! نہیں!! اللہ تعالیٰ کی معرفت پانے کا حق بھی حضور ﷺ نے ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کا حق بھی حضور ﷺ نے ادا کیا مگر یہ عبد کامل ﷺ جب دنیا سے لاتعلق ہو کر ﴿**وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا**﴾ (المزمل/۸) (اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو) کا پیکر بن کر رات رب تعالیٰ کے حضور قیام و سجود میں رب تعالیٰ کو رو، رو کر اپنے دکھڑے سنا رہے ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے مولا! میں تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکتا ۔ اللہ اللہ ۔ اتنا عجز اتنا انکسار کہ انسانیت اور عبدیت کے نکتہ کمال پر پہنچ کر بھی کہتے ہیں کہ اے مولا! میں تیری بندگی کا بھی حق ادا نہیں کر سکا !

اِدھر محبوب حق بندگی ادا کر رہا ہے تو اُن کا رب حق ربوبیت ادا کر رہا ہے کہ اے محبوب تو نے میرے نام کے نعرے لگا لگا کر مکہ کے گلی کوچہ اس کی فضاؤں اور ہواؤں کو منور کر دیا اب تیری بندگی کا تقاضا ہے کہ تجھے ایسے مقام پر فائز کر دیا جائے جس کے آگے محبوبیت کا کوئی مقام نہیں ۔ تیری محبت کا تقاضا ہے کہ تجھے وہ مقام دیا جائے اور وہ نام دیا جائے کہ نام لینے والوں کی نگاہیں فرط عقیدت سے جھک جائیں ۔ ۔لہذا ہم نے تجھے **احمد الحامدین** بنایا۔ **احمد** کا معنی ہے **احمد الحامدین لربه**: تمام حمد کرنے والوں سے بڑھ کر اپنے رب کی حمد کرنے والا ۔ اپنے رب کی حمد کی کثرت کی برکت سے ہی آپ محمد بھی بنے ۔ **فالمحمد هو الذی حمد مرة بعد مرة** یعنی جس کی بار بار حمد کی جا رہی ہو وہ محمد ہے ۔ نہ اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے میں آپ کا کوئی مثیل ہے، کوئی فرشتہ

کوئی رسول، کوئی نبی اپنے خداوند کی حمد سرائی اور ثنا گستری میں اس مقام پر نہیں پہنچا اور نہ پہنچ سکتا ہے جس مقام پر اللہ تعالیٰ کا یہ پیارا حبیب فائز ہے۔ اسی طرح مخلوق میں سے جتنی حمد اور جتنی ستائش اس عبدِ محبوب کی ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی، کسی اور کو نصیب نہیں۔ جن وانس اس کے ثنا خوان ہیں، حُور وَ ملک اُس کی توصیف میں رطب اللسان ہیں اور خود خدا بھی اس کی مدح فرما رہا ہے۔ صرف اس فانی دُنیا ہی میں نہیں بلکہ عالمِ آخرت میں بھی حضور ﷺ کی شان نرالی ہوگی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس شانِ محمدیت کی تابانیوں کا صحیح اندازہ اس وقت ہوگا جب دستِ مبارک میں لوائے حمد تھامے ہوئے اللہ تعالیٰ کا یہ حبیب مقامِ محمود پر جلوہ فرما ہوگا۔ مجدد دوراں حضور شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

ہو ترا مثل کوئی کبھی اور کہیں، رب نے رکھا نہیں اسکا امکان بھی

رحمت عالم ﷺ کی شانِ عبدیت: سیددوعالم ﷺ دُنیا میں شانِ رسالت کے ساتھ تشریف لائے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں شب معراج کو شانِ عبدیت کے ساتھ حاضر ہوئے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی ذات میں رحمت ہی رحمت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بات میں حکمت ہی حکمت ہے، رسول کی رات میں رفعت ہی رفعت ہے، رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں برکت ہی برکت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی گفتار میں راحت ہی راحت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی رفتار میں شوکت ہی شوکت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے کردار میں حرمت ہی حرمت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے افکار میں رافت ہی رافت ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی توہین میں ذِلت ہی ذِلت ہے۔ رسول کے عناد میں زحمت ہی زحمت ہے۔ حکم رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے میں نصرت ہی نصرت ہے۔ حکم رسول اللہ ﷺ پر عمل نہ کرنے میں ظلمت ہی ظلمت ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ بندۂ اعلیٰ اور رسول اکمل ہیں جن کی عبدیت سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت چمکی اور جن کی رسالت رب تعالیٰ کی الوہیت کا مظہر اتم ہے۔

حضور ﷺ کا مقام بندگی: حضور ﷺ کی بندگی اور دوسروں کی بندگی میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔اور بندوں کو اس پر ناز ہے کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ ربِّ کائنات کو اس پر ناز ہے کہ میرے بندے محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿**هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ**﴾ (التوبہ۹/۳۳ ،الصّف۶۱/۹)

وہی (قادرمطلق) ہے جس نے بھیجا اپنے رسُول کو (کتاب) ہدایت اور دینِ حق دے کر تاکہ غالب کردے اُسے تمام دینوں پر، اگرچہ ناگوار گزرے (یہ غلبہ) مُشرکوں کو۔

﴿**هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا**﴾ (الفتح۴۸/۲۸)

وہی (قادرمطلق) ہے جس نے بھیجا اپنے رسُول کو (کتاب) ہدایت اور دینِ حق دے کر تاکہ غالب کردے اُسے تمام دینوں پر، اور (رسول کی صداقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے۔ اور بندے رب تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ رب تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ ﴿**وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی**﴾ (الضحیٰ/۵) اورعنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں۔

اور بندے کشتی اسلام میں پار لگنے کو سوار ہوئے۔حضور ﷺ کشتی پار لگانے کو جیسے جہاز کے مسافر اور کپتان کہ جہاز مسافروں کو پار لگاتا ہے اور کپتان جہاز کو، اس لئے مسافر کرایہ دے کر جہاز میں بیٹھتے ہیں اور کپتان تنخواہ لے کر۔سواری ایک ہے مگر سواروں کی نوعیت میں فرق ہے۔لہذا حضور ﷺ کے نماز کلمہ پڑھنے حج وتلاوت قرآن کرنے سے یہ نہ سمجھو کہ حضور ﷺ ہماری ہی طرح عام بشر ہیں۔۔ان اعمال سے ہماری عزت ہے اور حضور ﷺ کے اعمال کرنے کی وجہ سے درس اعمال ملتا ہے۔عزت افزائی۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ نماز کو فخر ہے کہ حضور ﷺ نے ان اداؤں سے رب کی عبادت کی۔

حضور نبی کریم ﷺ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کے مصداق بلندی اور رفعت کے اس مقام پر نظر آتے ہیں کہ کائنات کی تمام عظمتیں اور رفعتیں ایک ہی نقطے پر مرتکز ہوگئی ہیں جو سید المرسلین ﷺ کے مقام محبوبیت کا آئینہ دار ہے۔ جس میں ازل سے ابد تک کوئی آپ کا ہمسر نہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عبدیت کے پہلو پر کوتاہ نظر بہک گئے۔ اور اپنی نام نہاد علمیت کی رو میں بہہ کر حضور ﷺ کی وسعت علم کو موضوع بحث بنالیا اور طرح طرح کی چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ وہ نادان اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ کی انتہا تک پہنچی عبادت گذاری محویت واستغراق تضرع اور حد سے بڑھی ہوئی گریہ زاری آپ کی عبدیت کا وہ رُخ ہے جس پر آپ اللہ تعالیٰ کے سراپا شکر وسپاس بندے نظر آتے ہیں لیکن آپ کا حقیقی مقام وہ ہے جس میں آپ محبوب رب العلمین کی حیثیت سے انتہائی ارفع واعلیٰ مقام پر متمکن ہیں حضور ﷺ کے اس مقام محبوبیت پر یہ حدیث قدسی دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **لولاك لما خلقت الافلاك** (کشف الخفاء) اگر آپ ﷺ کو پیدا نہ کیا ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے مقام عبدیت اور مقام محبوبیت کی تفہیم ہم سے اس بات کی متقاضی ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے حقیقی مقام کو جو کہ مظہریت حق کا آئینہ دار ہے نظروں میں رکھیں اور آپ کی شان میں تخفیف کا مرتکب ہوکر اپنے ایمان کو کمزور اور مضمحل نہ بنائیں۔ یہ بات ذہن نشین کر لی جائے حضور ﷺ عبد کامل ہونے کے ناطے اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

حضور ﷺ کی خلقت اور عبادت میں اوّلیت : اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے حبیب ﷺ آپ (سارے کفار سے یا سارے انسانوں سے یا ساری جن وانس سے یا ساری مخلوق سے) فرمادیں۔

﴿**قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ**﴾ (الانعام/۱۴) فرمایئے بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں سب سے پہلے سر جھکانے والا۔

جس دین کی دعوت دینے کے لئے حضور ﷺ مبعوث ہوئے تھے اُس کو سب سے پہلے قبول کرنے والے بھی حضور ﷺ ہی تھے اس لئے فرمایا کہ تمام اُمت سے پہلے مجھے اپنے رب کی وحدانیت اور الوہیت پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہاں صاحب روح المعانی کا ایک روح پرور اور ایمان افروز اقتباس ہدیہ ناظرین کرتا ہوں: **فاول روح رکضت فی میدان الخضوع والانقیاد والمحبة روح نبینا ﷺ وقد اسلم نفسه لمولاه بلاواسطة وکل اخوانه الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام فی عالم الارواح انما اسلموا نفوسهم بواسطته علیه الصلوٰة والسلام فهو ﷺ المرسل الی الانبیاء والمرسلین علیهم الصلوٰة والسلام فی عالم الارواح وکلهم امة** (روح المعانی)

عاجزی فرمان برداری اور محبت کے میدان میں سب سے پہلے جو روح سجدہ ریز ہوئی وہ نبی کریم ﷺ کی روح مبارک تھی۔ اور حضور نبی کریم ﷺ نے بلا واسطہ اپنے مولائے کریم کے سامنے سرِ عبودیت جھکایا۔ اور تمام نبیوں اور رسولوں نے حضور ﷺ کے واسطہ سے، پس حضور نبی کریم ﷺ تمام انبیاء ورسل کے بھی رسول ہیں اور سب حضور ﷺ کے امتی ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

یہاں امر سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ حکم ہے جو حضور انور ﷺ کو یہاں دُنیا میں تشریف لانے پر دیا گیا اور اول سے مراد اضافی اول ہے اور معنی یہ ہیں کہ مجھے رب تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ملا ہے کہ میں اپنی اُمت میں سے سب سے پہلا مسلم مومن اللہ تعالیٰ کا مطیع ہوں اور لوگ مجھے دیکھ کر مسلم مومن مطیع بنیں۔ عام مفسرین نے یہ ہی معنی کئے ہیں اس صورت میں امر سے مراد حکم قرآنی نہیں بلکہ وہ حکم الٰہی مراد ہے جو حضور ﷺ کے دل میں بچپن ہی میں القاء کیا گیا کیونکہ قرآن کریم کی کسی آیت میں حضور ﷺ کو ایمان لانے کا حکم نہیں دیا گیا۔ نیز حضور انور ﷺ تو نزول قرآن سے پہلے ہی مومن عارف باللہ ہیں ظہور نبوت سے پہلے شجر و حجر حضور ﷺ کی نبوت کو گواہی دیتے تھے

قرآن کریم کی پہلی آیت غار حرا میں جہاں حضور ﷺ چھ ماہ سے عبادت وریاضت کر رہے تھے لہذا یہ حکم وہ ہے جس کا القاء حضور ﷺ کے قلب میں کیا گیا فقیر کے نزدیک امر سے مراد وہ ہے جو ساری مخلوق کی پیدائش سے پہلے نور محمدی ﷺ کو دیا گیا کہ حضور ﷺ کا نور اول مخلوقات ہے۔ **اول ماخلق الله نوری** اس نور نے ہزار ہا سال رب تعالیٰ کی عبادت کی اس عرصہ میں ایک ہی عابد تھا۔۔ وہ نور محمدی ﷺ ۔۔ یا امر سے وہ امر ہے جو میثاق کے دن روح محمدی کو دیا گیا کہ رب نے فرمایا ﴿**اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ**﴾ سب سے پہلے حضور ﷺ کی روح نے ﴿**بَلٰی**﴾ کہا، حضور ﷺ سے سُن کر اور روحوں نے ﴿**بَلٰی**﴾ کہا ان دونوں صورتوں میں اولیت سے مراد اولیت حقیقیہ ہے غرضکہ یہاں ﴿ **امرت** ﴾ میں چار احتمال ہیں: (۱) مجھے قرآن میں حکم دیا گیا (۲) مجھے دنیا میں آتے ہی حکم دیا گیا بطور الہام (۳) مجھے عالم ارواح میں حکم دیا گیا میثاق کے دن (۴) مجھے تمام مخلوق سے پہلے حکم دیا گیا۔

اولیت میں بھی تین احتمال ہیں : (۱) اس زمانہ میں اپنی اُمت سے پہلے (۲) میثاق کے دن تمام ارواح انسانی سے پہلے (۳) حقیقتہً ساری مخلوق سے پہلے جب صرف میں ہی عابد تھا کروڑوں سال صرف میں نے بہ حکم الٰہی عبادت کی۔

یہ آخری تفسیر قوی ہے یعنی مجھے رب تعالیٰ نے بلا واسطہ اس وقت حکم دیا تھا کہ میں ساری مخلوق میں پہلا مومن پہلا مسلم پہلا مطیع بنوں تمام مخلوق فرشتے انبیاء واولیاء مجھے دیکھ کر مجھ سے سیکھ کر مومن ومسلم بنے یہ تفسیر بہت دل نشین ہے (تفسیر نعیمی)

حضور ﷺ ہی اول المسلمین ہیں : اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی زبانی اعلان فرما رہا ہے کہ اے محبوب اپنے اعمال کے متعلق یہ اعلان فرمادو کہ میں ایسی صاف ستھری زندگی والا بنایا گیا ہوں کہ میری ہر قسم کی نماز ہر طرح کی قربانی حتیٰ کہ میری زندگی میری موت دُنیا کے لئے یا اپنے نفس کے لئے نہیں ہے یا صرف جنت حاصل کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ رب العالمین کے لئے ہے کہ میری ہر ادا اس کیلئے ہے کہ رب تعالیٰ

راضی ہو جائے ۔ میری اس زندگی و موت نماز و عبادت میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے میرا سب کچھ ہے ۔ مجھے فطری طور پر اول سے ہی اس کا حکم دیا گیا ہے اور میں ساری مخلوق الٰہی میں پہلا رب کا مطیع وفرمانبردار ہوں سارے مطیع و فرمانبرداروں نے مجھ سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سیکھی ہے حضور نبی کریم ﷺ ہی ساری مخلوق میں اول المسلمین ہیں ۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ ﴾ (البقرۃ) سب اُس کے حضور گردن ڈالے ہیں ..اور فرمان عالی ہے ﴿ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ (آل عمران/۸۳) اور اُسی کے حضور گردن رکھے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں ..اور فرماتا ہے ﴿ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴾ (والصّٰفّٰت/۱۰۳)) تو جب اُن دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی ۔

ان سب میں مسلم بمعنیٰ مطیع فرمانبردار ہے ۔حضور ﷺ اول خلق، اول عابد، اول مطیع ہیں ..عمارت کی بنیاد یعنی پہلی اینٹ پر ہی ساری عمارت موقوف ہے ۔ حضور ﷺ اول خلق ہیں تو ساری مخلوق آپ کے دم سے وابستہ ہے ۔ اگر حضور ﷺ نہ رہیں تو خلق نہ رہے پھر اول عابد کو سارے عابدیں کے برابر بلکہ سب سے زیادہ ثواب ملتا ہے تمام مخلوق کی عبادت کا مجموعی ثواب حضور ﷺ کو ملتا ہے ۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ﴾ (القلم/۳) ضرور تمہارے لئے انتہا ثواب ہے ۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا حاصل اور توحید کا سب سے اونچا مرتبہ یہ ہے جہاں انسان کھڑا ہو کر یہ اعلان کرتا ہے کہ میری سجدہ ریزیوں کا مقصد اور میری ہر طرح کی نیازمندیوں اور عبادتوں کا مدعا صرف اللہ تعالیٰ ہے میری زندگی اور میری موت صرف اسی کی رضا جوئی کے لئے ہے میں اس کے ہر حکم کے سامنے سر افگندہ ہوں اور اس کے ہر فیصلہ پر راضی اس کا کوئی شریک نہیں نہ اس کی ذات میں اور نہ اس کی صفات میں ۔ارشاد ربانی ہے ﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ لَاشَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ (الانعام/۱۶۴) آپ فرمائیے بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور

میرا جینا اور میرا مرنا (سب) اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا' نہیں کوئی شریک اس کا' اور مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

آیت میں لفظ **نُسُكِ** سے مراد ہر قسم کے نیک اعمال ہیں قربانی بھی اس میں داخل ہے۔۔ حضور نبی کریم ﷺ کا سب سے پہلے مسلم ہونے کا یا تو یہ مطلب ہے کہ اپنی اُمت میں سب سے پہلے آپ ﷺ' اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کی دعوت سے اس شرف سے مشرف ہوئی' یا اولیت سے مراد اولیت حقیقیہ ہے کہ سب مخلوقات سے پہلے اللہ تعالیٰ کی توحید کا عرفانِ اتم ہمارے آقا ومولا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو ہوا کیونکہ ہر چیز سے پہلے حضور ﷺ کے نور کی تخلیق ہوئی اور سب سے پہلے حضور ﷺ نے ہی اپنے رب کی توحید کی شہادت دی۔

قال قتاده: ان النبی ﷺ قال کنت اول الانبیاء فی الخلق وآخرهم فی البعث (قرطبی) قتادہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری تخلیق تمام انبیاء سے پہلے ہوئی اور بعثت سب کے بعد **انہ اول الخلق اجمع** (قرطبی) یعنی حضور ﷺ کی پیدائش سب مخلوق سے پہلے ہوئی۔

عموماً مفسرین ﴿ **وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ** ﴾ کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اس امت محمدیہ کے اعتبار سے آپ اول المسلمین ہیں لیکن جب جامع ترمذی کی حدیث **کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد** (میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم ابھی روح وجسد کی درمیانی منزلیں طے کر رہے تھے) کے موافق آپ اول الانبیاء ہیں تو اول المسلمین ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

حضور ﷺ عبد کامل ہیں جہاں عبودیت کی انتہا ہو جاتی ہے عبودیت کے اس اعلیٰ وارفع مقام پر صرف اسی محبوب کی رسائی ہے۔ کوئی کلمہ گو حضور ﷺ کو معبود والہ نہیں سمجھتا اور نہ حضور ﷺ کی عبادت کرتا ہے بلکہ ہر نماز میں کئی بار وہ اعلان کرتا ہے کہ **اشهد ان محمداً عبده ورسوله** میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی زبانی یہ بھی اعلان ہو رہا ہے ارشاد ربانی ہے:﴿قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنِ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (الزمر/۱۲) فرمایئے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں خالص کرتے ہوئے اس کے لئے اطاعت کو اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان بنوں۔

راہ حق میں ثابت قدم رہنے اور شمع توحید کو روشن کرنے کی تاکید میں صرف تمہیں نہیں کرر ہا ہوں بلکہ میرے رب نے مجھے بھی ایسا ہی کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں حضور کریم ﷺ عالم شہادت میں اس اُمت کے لحاظ سے اور عالم غیب میں تمام اولین وآخرین کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے حکم بردار بندے ہیں۔

عبدیت محمدی ﷺ کا اقرار : اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا اور اشرفیت کا تاج اس کے سر پر رکھ کر اسے مقام عبدیت میں دوسروں سے ممتاز وسرفراز فرمایا ﴿لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ﴾ انسان عبدیت میں تمام مخلوق سے بلند تر درجہ پر فائز ہے اس لئے انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے مقام عبدیت کا اقرار کرے کہ اس کی عبدیت دوسری تمام مخلوق کے مقابلے میں تقدم اور اولیت کے مرتبے کی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی تمام بنی آدم کے مقابلے میں عبد کامل کے مقام ومرتبہ پر فائز ہے اسی لئے کلمہ شہادت میں حضور ﷺ کی رسالت کے اقرار واعلان سے پہلے مقام عبدیت کے تقدم کو جز وایمان ٹھہرایا گیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے ہر ایک پر لازم ہے کہ وہ حضور ﷺ پر ایمان سے پہلے آپ کی عبدیت کی شہادت ان کلمات کو اپنی زبان سے ادا کرتے ہوئے دے۔ **اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ** میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک سیدنا محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ دوران نماز حالت تشہد میں کلمہ شہادت ادا کرنے کے علاوہ یہ کلمہ پڑھا کرتے تھے یعنی اپنی نبوت ورسالت کے اعلان سے پہلے اپنی عبدیت کا اقرار فرماتے۔

مقام عبدیت و رسالت : مقام عبدیت و رسالت میں گہرا ربط و تعلق کارفرما ہے حضور ﷺ کا وصف عبدیت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جب کہ مقام رسالت آپ ﷺ پر خدائے بزرگ و برتر کا خاص انعام اورعطیہ ہے اسی بناء پر نبی کریم ﷺ اپنے مقام عبدیت کا خصوصیت کے ساتھ سب سے پہلے ذکر فرماتے اور پھر اس کے بعد اس عظیم انعام وعطیہ خداوندی کا تذکرہ فرماتے جو بارگاہ صمدیت سے رِسالت کی صورت میں آپ ﷺ کو عطا ہوا تھا۔

عبدیت اور رسالت حضور نبی کریم ﷺ کی دو امتیازی شانیں ہیں جن کا کلمہ شہادت میں ذکر کیا گیا ہے شہادت رسالت پر شہادت عبدیت کو مقدم کرنے کا پہلا سبب یہ ہے کہ عبدیت کا تعلق کلیۃً ذات خداوندی سے ہے اور غیر اللہ سے اس کی کوئی نسبت نہیں۔ اس کے برعکس رسالت کا تعلق ایک طرف براہ راست مخلوق خداوندی سے ہے تو دوسری طرف ذات خداوندی سے بھی ہے گویا رسالت اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان وسیلہ اور واسطہ ہے چونکہ عبدیت کا مطمعِ نظر سب علائق دنیوی منقطع کر کے خالق حقیقی سے ایسا یک گونہ تعلق استوار کر لینا ہے کہ اسی کی ذات بندے کے کامل انہاک اور توجہ تام کا مرکز ومحور بن جائے اس بنا پر کلمہ شہادت میں اس کے ذکر کو اوّلیت دی گئی ہے اس کے باوصف منصب رسالت الوہی پیغام کو نوع انسانیت تک پہنچانے کا متقاضی ہے رسول کا کام بندگان خدا کی رشد و ہدایت ہے تا کہ وہ گمراہی وضلالت کے اندھیروں سے نکل کر ایمان وایقان کے نور سے بہرہ ور ہو جائیں۔ مقام عبدیت پر جہاں توجہ الی اللہ کا رنگ غالب ہوتا ہے وہاں مقام رسالت پر توجہ الی الخلوق کی کیفیت کا اثر بغائیت درجہ گہرا رہتا ہے کیونکہ رسول کو اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ خلقِ خدا کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دینے کے لئے منصب رسالت پر فائز کیا جاتا ہے۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ مقامِ رسالت ایک عبد کے مقابلے میں بدرجہا اعلیٰ وارفع ہوتا ہے لیکن جہاں تک عبدیت کا تعلق ہے رسول کی ذات اللہ تعالیٰ سے اپنا رشتہ عبودیت محکم طور

پر قائم کرنے کو اوّلیت وترجیح دیتی ہے۔حضور نبی کریم ﷺ کا ایک ارشاد گرامی اس مضمون پر دلالت کرتا ہے کہ اے میرے رب میں تیرا رسول برحق ہوں اور میری رسالت تیرے گم کردہ راہ بندوں کو رشد وہدایت سے بہرہ ور کرنے کے لئے ہے لیکن جہاں تک میری ذات کا تعلق میں اس بات کو ترجیح دیتا ہوں کہ اول وآخر تیرا بندہ رہوں یہی سبب تھا کہ حضور ﷺ نے کلمہ شہادت میں اپنے مقام بندگی کا خصوصیت سے پہلے ذکر فرمایا۔ مقام عبدیت کو اوّلیت دینے کا تیسرا سبب یہ ہے کہ بنی آدم کے قلوب واذہان میں یہ نکتہ جاگزیں کردیا جائے کہ جب آقائے دوجہاں صاحب لولاک ﷺ سے بڑھ کر کائنات میں کسی فرد کو بارگاہِ صمدیت میں عظمت ورفعت کا وہ مقام حاصل نہیں ہے جو آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات کو حاصل ہے اور آپ ان سب عظمتوں اور رفعتوں سے ہمکنار ہونے کے باوجود اپنے مقام بندگی سے دستبردار نہیں ہوئے تو اور کوئی کس قطار وشمار میں ہوسکتا ہے گویا نکتہ توحید کو قلبِ انسانی میں راسخ کرنے کے لئے عبدیت مصطفوی ﷺ کو اس تخصص کے ساتھ متحقق کیا گیا کہ جب معراج میں قاب قوسین کے مقام پر حضور ﷺ کی عبدیت میں سرمو کوئی فرق نہیں آیا تو اور کون سی ہستی خدا کے بعد الوہیت اور معبودیت کی مستحق اور سزاوار ہوسکتی ہے۔کلمہ شہادت میں ذکر عبدیت کے تقدم میں اسی حکمت کی کارفرمائی بدرجہ اتم نظر آئی ہے۔

مقام محبوبیت : رسالت ونبوت کا ایک ایسا درجہ اور مقام بھی ہے جس پر فائز ہوکر محبوبیت کا وہ مقام نصیب ہوتا ہے جہاں بندہ محبوب کے طلب گار رضائے خداوندی ہونے کے بجائے رب تعالیٰ خود اس کی رضا کا طالب بن جاتا ہے۔ یہ ارفع اور بلندترین مقام تمام کائنات میں ابتدائے آفرینش سے تاابدالآباد صرف سید المرسلین خاتم النبیین رحمتہ للعالمین حضور نبی کریم ﷺ کے حصہ میں آیا جن کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا:
﴿**وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى**﴾ اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے۔ **(الضحی / ٥)**

یہ مقام محبوبیت وہ مقام ہے جہاں محبّ ومحبوب کی رضا ایک ہو جاتی ہے محبوبیت میں کمال اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ محبوب کا ہر عمل مشیت ایزدی کے سانچے میں ڈھل جائے اور دونوں کی رضا کامل ہم آہنگی اور مطابقت اختیار کر جائے محبوبیت کا بلند ترین مقام یہ بھی ہے کہ جدھر محبوب کی نگاہیں اٹھ گئیں اس جگہ کو ہمیشہ کے لئے قبلہ بنادیا گیا۔

﴿قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا﴾ (البقرة/۱۴۴)

(اے حبیب) ہم بار بار آپ کے رُخ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں سو ہم ضرور بالضرور آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ کی یہ آرزو قلب انور میں تھی کہ بیت المقدس کے بجائے کعبۃ اللہ کو مسلمانوں کا قبلہ بنادیا جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا اسی آرزو سے آسمان کی جانب نگاہ کرنا قبلہ کی تبدیلی کا سبب بن گیا اور اس تحویل قبلہ کا حکم بارگاہ خداوندی سے فقط اس لئے نازل ہوا کہ محبوب کی رضا یہی تھی۔گویا یہ وہ نقط کمال تھا جہاں محبوبیت اور مقربیت باہم متصل ہوگئیں اور محبّ ومحبوب کی رضا ایک دوسرے میں ڈھل گئی۔

شانِ عبدیت : مقامِ عبدیت پر حضور ﷺ اپنے آپ کو پیکر عجز و نیاز اور ادنیٰ و بے کس بندہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ کسی اُمتی کو حق نہیں پہنچتا کہ سید عالم ﷺ کے غایت درجہ عجز و نیاز تواضع و انکسار اور خشوع وخضوع کے پیش نظر آپ کے مقامِ رسالت کا تعین کرنے لگے اور آپ ﷺ کے مظاہر بندگی سے دھوکا کھا کر آپ کے معیارِ رسالت کو ایک عام بشر کے درجے پر لے آئے حضور ﷺ کے بارے میں ایسے سطحی اور کمتر خیالات کو دل میں جگہ دینا متاع ایمان کو غارت کر کے رکھ دیتا ہے۔

حضور ﷺ کے مقام عبدیت کو ایک سادہ فہم مثال سے ذہن نشین کیا جا سکتا ہے فرض کیجئے کوئی باپ اپنے باشعور بالغ بچوں کے سامنے اپنے بوڑھے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی مؤدب اور متواضع انداز اختیار کئے رہتا ہے اس کے پاؤں دَباتا ہے جوتے سیدھے کرتا ہے اور اُس کی خدمت گزاری اور ناز برداری میں کوئی کسر اُٹھائے نہیں رکھتا۔ تو کیا اُس کے

بچوں کے لئے اپنے باپ کو خادم کا درجہ دینا روا ہوگا؟ اگر بچوں کی تربیت صحیح نہج پر ہوئی ہے تو وہ اپنے باپ کی اس تواضع اور خدمت گزاری کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے لائق تقلید سمجھیں گے۔ اسی طرح ایک اُستاذ کا اپنے شاگردوں کے سامنے اپنے سن رسیدہ اُستاذ کی خدمت اور تعظیم وتکریم کرنا بھی اپنے شاگردوں کے دِل میں اُستاذ کی قدر ومنزلت بڑھانے اور اُستاذ کی خدمت کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اسی تمثیل سے حضرات انبیاء اور آقائے نامدار ﷺ کی عبادت گزاری اور اظہار عجز و نیاز کو دیکھ کر کسی اُمتی کا اُن کی شان کے منافی سوءادب کے کلمات زبان پر لانا اُس کے ایمان کو خطرے میں ڈال دے گا۔

بندگانِ خدا عبدیت کے ارتقائی مدارج طے کر کے جب کمال حاصل کرتے ہیں تو انھیں مقام شکر تک رسائی نصیب ہوتی ہے جس پر انھیں بارگاہ ایزدی سے یہ خوشخبری سنائی جاتی ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراہیم/۱۴) اگر تم شکرادا کروگے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اضافہ کروں گا۔

شکر بجالانا اللہ تعالیٰ کے انعامات کے مزید دروازے کھول دینے کا موجب بنتا ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: **وما تواضع احد لله الا رفعه الله** (صحیح مسلم)

جو اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس (کے مراتب) کو بلند کردیتا ہے۔

حضور ﷺ کے اس قول مبارکہ سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ بندہ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکتا چلا جاتا ہے ویسے ویسے اُس کے درجات بلند سے بلندتر کردیئے جاتے ہیں۔

اس تمہید اور گفتگو کا حاصل یہ کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مقامِ عبدیت پر جو کچھ اپنی ذات ستودہ صفات کی طرف منسوب فرماتے ہیں وہ فقط آپ کا حق ہے اور کسی کے لئے روا نہیں کہ وہ چھوٹا منہ بڑی بات کے مصداق ان ہی کلمات کو اپنی زبان پر لائے جو حضور ﷺ نے اپنی نسبت اظہار بندگی کے طور پر ادا فرمائے تھے۔ یہ حق کسی کو حاصل نہیں کہ وہ مقامِ عبدیت پر حضور ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے کلمات کے پیمانے پر آپ کے مقام ومرتبہ کو ناپنے لگے۔

مقام بندگی کے مظہر کلمات عجز و نیاز کی بنیاد پر حضور ﷺ کی پیغمبرانہ عظمت کا تعین کرنا اہل ایمان کا حق نہیں بلکہ اُن کا شیوہ تو یہ ہونا چاہئے کہ وہ سرکار رسالت سید المرسلین رحمتہ للعالمین ﷺ کا ذکر باری تعالیٰ کے نوازے ہوئے القابات رحمتہ للعالمین، حاملِ فضل عظیم صاحبِ خلق عظیم، صاحبِ قاب قوسین، مالکِ حوض کوثر، امام المرسلین اور صاحبِ حق مبین جیسے قرآن حکیم میں فرمائے ہوئے القابات توصیفی انداز میں بیان کرے۔

نزول قرآن اور شان عبدیت : حضور ﷺ چونکہ کمال عبدیت میں سب سے فائق ہیں اس لئے آپ افضل مخلوقات اور اشرف کائنات ہیں اور اسی وجہ سے قرآن مجید میں جہاں جہاں حضور ﷺ کے بلند ترین خصائص وکمالات اور اللہ تعالیٰ کے آپ پر خاص الخاص انعامات کا ذکر کیا گیا ہے وہاں معزز ترین لقب کے طور پر حضور ﷺ کو عبد ہی کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے۔

سب سے بڑی نعمت و دولت قرآن حکیم کی تنزیل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

﴿تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا﴾ (فرقان/۱)

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے عبد خاص پر قرآن اُتارا جو سارے جہانوں کے لئے نذیر ہے

بڑی (خیرو) برکت والا ہے۔ وہ جس نے اتارا ہے الفرقان اپنے (محبوب) بندہ پر تا کہ وہ بن جائے سارے جہاں والوں کو (غضب الٰہی سے) ڈرانے والا (ضیاء القرآن)

اس آیت کا ترجمہ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے یہ کیا: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہاں کو ڈر سنانے والا ہو (کنزالایمان)

حضور محمد مصطفےٰ ﷺ اپنی عبدیت میں ایسے مشہور ہیں کہ اس خاص لفظ سے ہر ایک کا خیال حضور ﷺ کیطرف جاتا ہے خیال رہے کہ عبد اور عبدہ میں بڑا فرق ہے عبد تو رحمت الٰہی کا منتظر ہے اور عبدہ کی رحمت الٰہی منتظر ہے۔ عبدہ وہ ہے جس کی عبدیت سے اللہ تعالےٰ کی شان الوہیت ظاہر ہو حضور ﷺ بے نظیر بندے ہیں ﷺ (نورالعرفان)

قرآن کا نزول اس عبد کامل پر ہوا جہاں عبودیت کی انتہا ہو جاتی ہے عبودیت کے اس اعلیٰ وارفع مقام پر صرف اسی محبوب کی رسائی ہے اور اس کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ محبوب ترین اور اکمل ترین بندہ سارے جہانوں کو اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کے خوفناک انجام سے بروقت متنبہ فرما دے۔

للعالمین کے لفظ سے واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کی نبوت ورسالت سارے جہانوں کے لئے ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب کے لئے آپ رسول ہیں اور جب تک یہ عالم برقرار رہے گا حضور ﷺ کی رسالت کا پرچم لہراتا رہے گا۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا﴾ (الکہف/۱)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے نازل فرمائی اپنے (محبوب) بندے پر یہ کتاب اور نہیں پیدا ہونے دی اس میں ذرا کجی (اور معاش ومعاد کو) درست کرنیوالی ہے (ضیاءالقرآن)

سب ستائشیں اُسی ذاتِ بے ہمتا کو زیبا ہیں جس نے اپنے محبوب بندے پر یہ کتاب نازل فرما کر انسانیت کی شبِ دیجور کو صبح نور سے آشنا کیا ہے۔ عبدہٗ سے مراد صاحبِ قرآن اور الکتاب سے مُراد قرآن کریم ہے۔ عبدہٗ میں کوئی التباس نہیں۔ کیونکہ مقامِ عبدیت کاملہ پر صرف یہی ذات بابرکات فائز ہے اور قاعدہ ہے کہ جب کوئی چیز کسی صفت میں اوجِ کمال پر پہنچتی ہے تو جب اس صفت کو مطلقاً ذکر کیا جائے تو اس سے مُراد وہی موصوف ہو گا۔

جس کسی کو عبدیت کا جتنا کچھ عرفان نصیب ہوا' اسی کے طفیل ہوا۔

تمام انبیاء حضور ﷺ کے بحرِ کرم سے چلّو بھر رہے ہیں اور حضور ﷺ کے ابرِ رحمت سے ہونٹ تَر کر رہے ہیں۔ یہی وہ ذات اقدس ہے جس کا ظاہر و باطن مکمل ہے۔ پھر کائنات کے خالق نے اس سراپا حُسن وخوبی کو اپنا حبیب منتخب فرمایا ہے۔

اسی طرح جب الکتاب کہا جائے گا تو فوراً ذہن اس صحیفہ کاملہ اور نسخہ کیمیا کی طرف منتقل ہو گا جو قرآن کے نام سے ہمارے پاس موجود ہے۔ جس طرح صاحبِ کتاب اپنی شانِ عبدیت اور مقامِ بندگی میں بے نظیر ہے اسی طرح یہ کتاب بھی بے عدیل ہے۔ (تفسیر ضیاءالقرآن)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ۔

تمام تعریفیں، حمد ہوں یا ثنا، تسبیح ہو یا تقدیس، ابدی، ازلی، قدیمی، حدثی، استمراری، استقراری، باقی، عارضی ۔۔ سب اسی اللہ جل شانہ کے لئے ہیں جس نے عظیم کرم رحمت شفقت انعام اعلام احسان فرماتے ہوئے اس معراج پر چڑھنے والے عبدہ اپنے ایسے عظیم بندے پر نیچے اتار کر نازل فرمائی ایک قدیمی کتاب ۔ وہ بندہ جس کی شان عرش فرش لامکان پر عبدہ ہے وہ عبد جس کی عبدیت اوج کمال پر ہے جس کی عبدیت کے لئے کسی جہت سمت مکان وزمان وقت وساعات مسجد و مدرسہ خانقاہ مزارات کی قید نہیں، جس کی عبدیت نے ساری زمین کو مسجد اور ساری شریعت کو عالمگیر مصلیٰ بنا دیا ۔ ایسے بندے پر وہ عظیم کلام نازل فرمایا جو ازل قدیم سے کتاب ملکوتی وقانون جبروتی ہے ۔

معراج عبدیت کی شان ہے کہ عبد بلندی پر پہنچا اور نزول کتاب نورانیت کی شان ہے ۔

نبی کریم ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کے عبد ہیں اور تمام مخلوق بھی بندے، مگر فرق یہ ہے نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے عبد مطلق ہیں اور باقی تمام عبد مقید ہیں ۔ عبد مطلق کسی کا محتاج نہیں ہوتا سوائے اللہ تعالیٰ کے، لیکن عبد مقید عبد مطلق کا محتاج ہوتا ہے یہ فائدہ عبدہ فرمانے سے حاصل ہوا ۔ اس لئے کہ عبد مطلق عبد حقیقی ہوتا ہے اور عبد حقیقی عبد کامل بن کر محبوبیت کے مقام پر قائم ہو جاتا ہے محبوب کو کسی غیر کا محتاج نہیں چھوڑا جاتا ۔ (تفسیر نعیمی)

سورۃ الحدید میں بھی حضور ﷺ کو عبدہ کے خصوصی لقب سے یاد فرمایا گیا ۔

﴿**هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ**﴾ (الحدید/۹) وہی ہے جو نازل فرمارہا ہے اپنے (محبوب) بندہ پر روشن آیتیں تاکہ تمہیں نکال لے (کفر کے) اندھریوں سے (ایمان کے) نور کی طرف ۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بڑی شفقت فرمانے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ۔

معراج عبدیت

﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ﴾ (بنی اسرائیل/۱)

(ہر عجز و ناتوانی سے) پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے محبوب بندے کو سیر کرائی۔

حضور ﷺ کا عظیم الشان معجزہ واقعہ معراج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے محمد رسول اللہ ﷺ کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں مسجد الحرام (کعبۃ اللہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) کی سیر کرایا اور وہاں سے ساتوں آسمان کا طویل سفر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں اور آیات بینات دکھائیں نشانیوں کی تفصیلات میں انبیاء سابقین سے ملاقات مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء و سابقین کی امامت ملاء اعلیٰ کے فرشتوں سے ہمکلامی آسمانوں کے عجائب و غرائب کا معائنہ جنت و دوزخ کی سیر، سدرۃ المنتہیٰ اور عرش اعظم کا مشاہدہ اور سب سے بڑھ کر لامکان تک عروج اور ذات کبریا کا دیدار یہ ساری چیزیں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا ذکر ﴿بِعَبۡدِہٖ﴾ بندے خاص کے لفظ سے فرمایا ہے۔ جس کی متعدد حکمتیں ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کی بے مثل رفعت، شان اور علو مرتبت کو دیکھ کر اُمت اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے جس طرح عیسائی کمالات عیسوی کو دیکھ کر مبتلا ہو گئے تھے۔

اس کے علاوہ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضور ﷺ بارگاہ صمدیت میں مقام ﴿قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی﴾ پر فائز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا: **بم اشرفك یامحمد** اے سراپا حمد و ستائش۔ آج میں تجھے کس لقب سے سرفراز کروں تو حضور ﷺ نے جواباً عرض کی **بنسبتی الیك بالعبودیة** مجھے اپنا بندہ کہنے کی نسبت سے شرف فرما۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ذکر معراج کے وقت اسی لقب کا ذکر فرمایا جو اس کے حبیب نے اپنے لئے خود پسند فرمایا تھا۔ غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

معراج کے بیان میں عبدہ فرما کراس حقیقت کی طرف اشارہ فرمادیا کہ باوجود اس قرب عظیم کے جو شب معراج میں میرے حبیب ﷺ کو حاصل ہوا وہ میرے عبد ہی ہیں معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اللہ کی عبد ہے لیکن جس کو تمام عباد کاملین میں سب سے زیادہ کامل اور عبد اکمل کہا جاسکے وہ وہی ہے جسے عبدہ سے تعبیر فرمایا ہے عبدہ کے معنی ہیں اللہ کا بندہ اور اللہ کی بندگی کا سب سے بڑا کمال اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی نزدیکی ہے اسراء اور معراج میں اس عبد مقدس ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا جو قرب نصیب ہوا اور مرتبہ قاب قوسین کی نزدیکی حاصل ہوئی وہ اولین و آخرین میں سے آج تک نہ تو کسی کو حاصل ہوئی ہے نہ ہوگی اور نہ ہوسکتی ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کے جملہ عباد میں عبد کامل صرف عبدہ ہے۔ (معراج النبی ﷺ)

حضور نبی کریم ﷺ دُنیا میں شانِ رسالت سے تشریف لائے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں شانِ عبدیت سے حاضر ہوئے اس لئے یہاں عبدہ فرمایا۔

نبی کریم ﷺ روف رحیم کے ہزار لقب اور صفاتی نام ہیں مگر آج **رسولہ، حبیبہ، مزمل، مدثر، یٰسٓ، طٰہٰ** نہیں فرمایا بلکہ 'عبدہ' فرمایا۔ یہ اس لئے کہ رسول نبی وغیرہ قانونی اور عہدے کے نام ہیں وہ دفتر اور دربار میں بولے جاتے ہیں لیکن آج تو اپنے گھر روانگی ہے لہذا گھریلو لقب بولا گیا۔ یا اس لئے کہ بندوں کے پاس گئے تو رسول نبی رحمت عالمین بن کر گئے آج اپنے رب کے پاس آرہے ہیں لہذا یہی لفظ مناسب یا اس لئے کہ اے کائنات والو! تم ہمارے حبیب کو پکارو تو آقا مولیٰ یارسول اللہ ﷺ یا حبیب اللہ کہہ کر پکارو۔۔ ہم پکاریں تو ﴿**بِعَبْدِهٖ**﴾

مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان تک گئے تو نصاریٰ نے ابن اللہ کہنا شروع کردیا۔ احمد مجتبیٰ حضور نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام تو لوح وقلم سے آگے نکل گئے۔ کہیں یہ دیکھ کر کوئی گمراہ نہ ہوجائے اس لئے فرمایا ﴿**بِعَبْدِهٖ**﴾ کہ عروج خواہ کتنا ہی ہوا مگر عبدیت کا تاج پہنے ہی رہے۔ یا اس لئے کہ عبد تو ساری کائنات ہے مگر عبدہ یعنی بندے خاص صرف محمد ﷺ ہی ہیں۔

حضورﷺ جب معراج سے سرفراز فرمائے گے تو شب اسریٰ عالم بشریت کے جملہ کمالات بیت المقدس پر تمام ہو گئے ۔اور عالم نورانیت کے مقامات وکمالات سدرۃ المنتہیٰ پر ٹھٹھک کر رہ گئے ۔لیکن پیکر محمدی ﷺ اپنے تمام تر جلوؤں کے ساتھ قاب قوسین پر حاوی ہو گیا۔ یہ شان' شانِ عبدیت ہے جس کی ہمسری بشریت اور نورانیت مل کر بھی نہیں کر سکتے ۔حضورﷺ کی عبدیت ان الفاظ سے ظاہر ہے ﴿**فَـــاَوْحٰـــىٓ اِلٰـــى عَبْـــدِهٖ مَـــآاَوْحٰـــى**﴾ (النجم/١٠) پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندۂ خاص کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی (جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وحی فرمائی)

جس کی حقیقی معرفت تک رسائی نہ عالم بشریت کا کوئی فرد حاصل کرسکتا ہے اور نہ عالم نورانیت میں کسی کو اس کی کامل معرفت نصیب ہوسکتی ہے ۔

حضور نبی کریم ﷺ کا اُمتی ہر نماز میں کئی بار اعلان کرتا ہے کہ ﴿**اشهد ان لااله الا الله وحده لاشريك له' واشهد ان محمدا عبده' ورسوله**﴾ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدﷺ اُس کے خاص بندے اور رسول ہیں ۔

اللہ کی سَر تا بقدم شان ہیں یہ ان سا نہیں انسان' وہ انسان ہے یہ
قرآن تو ایمان بتا تا ہے انہیں ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

فضائل کلمہ شہادت

کلمہ شہادت پر ایمان لانا دوسرے تمام اعمال کے مقابلے میں زیادہ اجر کا موجب ہے بلکہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار ہی کلمہ کے اقرار وتصدیق پر مبنی ہے اس بات کو رسول اللہ ﷺ نے اس طرح سمجھایا ہے۔

وزن میں بھاری : حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری اُمت میں سے ایک شخص کو چُن کر الگ کر دے گا اور اس پر ننانوے دفتر گناہوں کے کھول دے گا ہر دفتر اتنی اتنی دور تک ہوگا جتنی دور تک نگاہ جاتی ہوگی پھر حق سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا: کیا ان میں سے تجھے کسی (گناہ) سے انکار ہے؟ یہ تیرے سامنے تیرے نامہ اعمال ہیں ان کو دیکھ لے۔ کیا میرے لکھنے والے محافظوں یعنی کراماً کاتبین نے تجھ پر کوئی ظلم کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں' اے پروردگار۔ جو کچھ لکھا ہے بالکل ٹھیک ہے۔ پھر ارشاد ہوگا' اچھا تیرا کوئی عذر ہے۔ وہ عرض کرے گا: نہیں۔ پھر فرمان الٰہی ہوگا میرے پاس تیری ایک نیکی ہے اور یہ بالکل یقینی بات ہے کہ آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ اتنے میں ایک کپڑے میں لپٹا ہوا ایک پرچہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا **اشھد ان لاالہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ** ۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ اپنی میزان کے پاس حاضر ہو۔ وہ عرض کرے گا الٰہی! بھلا ان دفتروں کے مقابلے میں اس پرچے کی کیا حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں آج تجھ پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے تمام دفتر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور وہ پرچہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا اور رکھتے ہی دفتروں والا پلڑا اونچا ہوجائے گا اور پرچہ والا پلڑا بھاری ہوجائے گا اور اللہ تعالیٰ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوگی۔ (ترمذی شریف)

اسم اعظم اور کلمہ شہادت : حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یہ دُعا کرتے ہوئے سنا **اللھم انی اسئلك اشھد انك انت الله ۔ لااله الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد** اے اللہ۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس ذریعہ سے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو ہی ایک' یکتا اور بے نیاز ہے' نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا' اور نہ کوئی تیرا جوڑ او ہمسر ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اس نے اللہ کے اسم اعظم کے ساتھ دُعا کی ہے۔ جب اسم اعظم سے مانگا جائے تو دیتا ہے اور جب اس نام سے دُعا کی جائے تو قبول کرتا ہے (ترمذی' ابوداؤد) یعنی مولا تیرے ناموں کے توسل (وسیلہ) سے تجھ سے دُعا مانگ رہا ہوں ان ناموں کے صدقہ سے میری سن لے۔ یہ دُعا مانگنے والے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ وسیلہ کے ساتھ دُعا کرنا بہتر ہے۔ وسیلہ خواہ اسمائے الٰہیہ کا ہو' خواہ اُس کے کسی محبوب بندے کا۔

اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ دُعا میں **اللّٰھم** کہنا بہت بہتر ہے کہ **الله** اسم ذات ہے۔ دوسرے یہ کہ دُعائے آداب سے یہ ہے کہ پہلے حمد الٰہی کرے' پھر حضور انور ﷺ پر دورد شریف' پھر اپنے گناہوں کا اعتراف ' پھر عرض حاجات۔ تیسرے یہ کہ **الله یا اللّٰھم** یا **لا اله الاانت** اسم اعظم ہے۔

جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں : حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بعد فراغ وضو کے اپنی نظر آسمان کی طرف اُٹھا کے کلمہ شہادت تین مرتبہ پڑھے اُس کے واسطے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ (حصن حصین) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح کرے (یعنی سنتوں اور آداب کی پوری رعایت کرے) پھر یہ دُعا پڑھے

اشهد ان لااله الا الله وحده لاشریك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله' اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے دِل چاہے داخل ہو۔ (مسلم' ابوداؤد)

جنت میں داخل ہونے کے لئے ایک دروازہ بھی کافی ہے پھر آٹھوں کا کھل جانا یہ غایت اعزاز واکرام کے طور پر ہے۔

مجلس کا کفارہ: حضرت ابی برزہ الاسلمٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا معمول اخیر زمانہ عمر شریف میں یہ تھا کہ جب مجلس سے اُٹھتے **سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لااله الا انت استغفرك واتوب اليك** پڑھا کرتے۔ کسی نے عرض کیا کہ آج کل ایک دُعا کا معمول حضور ﷺ کا ہے پہلے تو یہ معمول نہیں تھا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مجلس کا کفارہ ہے۔ (ابن ابی شیبہ' ابوداؤد' نسائی' حاکم)

دوزخ کی آگ کا حرام ہونا : حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ **اشهد ان لااله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله** (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں) تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔ (مسلم شریف)

واضح ہو کہ توحید و رسالت کی گواہی کے باوجود اگر کسی سے کوئی قول یا فعل پایا گیا جو کفر کی نشانی ہو تو بحکم شریعت مطہرہ وہ کافر ہو جائے گا۔ (اشعۃ اللمعات) جیسے انبیاء کرام کی توہین وتحقیر' ضروریاتِ دین کا انکار یا ایسا کام کرنا جس کو شارع علیہ السلام نے کفر کی نشانی اور علامت ٹھہرائی ہو جیسے بت کو سجدہ کرنا اور زنار (یعنی جنیو) باندھنا وغیرہ تو ایسے کاموں کا کرنے والا بھی بحکم شرع کافر ہے اگرچہ بظاہر توحید و رِسالت کی تصدیق واقرار کرتا ہو۔

دس کروڑ نیکیاں : حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی مکرم ﷺ فرماتے ہیں: جو شخص یہ کلمات دس مرتبہ کہے **اشھد ان لاالہ الا اللہ وحدہ' لاشریك لہ' الھا واحدا احدا صمدا لم یتخذ صاحبة ولا ولدا ولم یکن لہ کفوا احد** میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں' وہ واحد معبود ہے' ایک ہے' بے نیاز ہے' نہ اس کی بیوی ہے اور نہ اولاد اور اس کے برابر کا کوئی نہیں۔
ایسے آدمی کے لئے دس کروڑ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (ترمذی)

جس قدر ممکن ہو چلتے پھرتے **اشھد ان لاالہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ** پڑھا کرے حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی یہ گواہی دے گا کہ بیشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ بیشک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سُن کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ! کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ دے دوں کہ وہ خوش ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تب تو لوگ اسی پر بھروسہ کر لیں گے اور سب نیک کام چھوڑ بیٹھیں گے اور ان کے اجر وثواب سے محروم رہ جائیں گے چنانچہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے صرف حق بات چھپانے کے گناہ سے بچنے کے لئے اپنی وفات کے وقت اس حدیث کو بیان کیا۔

دن رات کے گناہوں کی معافی : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت یہ کہہ لے گا تو اللہ اُس کے اُس دن کے سارے گناہ معاف کر دے گا اور اگر یہ کلمات شام کے وقت کہہ لے گا تو اللہ اُس رات کے اُس کے سارے گناہ معاف کر دے گا۔

اَللّٰھُمَّ اَصْبَحْنَا نُشْھِدُكَ وَنَشْھِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلٰٓئِكَتَكَ وَجَمِیْعَ خَلْقِكَ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآاِلٰهَ اَنْتَ وَحْدَكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ

الٰہی ہم نے سویرا پالیا' ہم تجھے اور تیرا عرش اُٹھانے والوں اور دیگر فرشتوں اور تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتے ہیں کہ تو اللہ ہے تجھ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں' تیرا کوئی ساجھی نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔ (ترمذی'ابوداؤد'مرأۃ المناجیح)

یعنی اللہ تو بھی گواہ رہ' اور تیری مخلوق میں سے اعلیٰ ادنیٰ ہر چیز گواہ رہے کہ نہ ہم کسی وقت تجھ سے غافل ہیں نہ تیری نعمتوں کے منکر۔ اس جملہ سے دو مسئلے معلوم ہوئے (۱) تجدید ایمان کرتے رہنا بہت ہی اعلیٰ چیز ہے (۲) اپنے ایمان پر خالق ومخلوق کو گواہ بنالینا بہت بہتر ہے یہ گواہیاں قیامت میں کام آئیں گی۔

بعض روایات میں ہے کہ ہر جنگل و دریا میں بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھا کرو کہ ذرّے وقطرے تمہارے ایمان کے گواہ بن جائیں۔ بعض زائرین مدینہ منورہ میں روضہ النبی ﷺ پر حاضر ہوکر حضور ﷺ کو اپنے ایمان کا گواہ بناتے ہیں عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ میں گواہ ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں حضور بھی گواہ رہیں کہ میں آپ کا گنہگار اُمتی ہوں' پڑھتا ہوں **لااله الا الله محمد رسول الله** ۔

اس کی اصل یہ ہی حدیث ہے اور اس کے بڑے فائدے ہیں۔

دوزخ کے عذاب سے حفاظت : حضرت بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: چلو اُٹھو ہم اپنے پڑوسی یہودی کی عیادت کریں۔ کہتے ہیں کہ آپ نے اُس کی حالت اُس سے پوچھی پھر فرمایا کہ اقرار کرلو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں (**اشهد ان لااله الا الله انی رسول الله**) اِس پر یہودی نے اپنے باپ کی طرف نظر اُٹھاکر دیکھا۔ مگر وہ کچھ نہ بولا۔ نبی کریم ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا: اقرار کرلو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں (**اشهد ان لااله الا الله وانی رسول الله**) یہودی نے دوبارہ باپ کی طرف نظر اُٹھائی تو اُس کا باپ بولا اقرار کرلے'

تو اُس جوان نے کہا: **اشهد ان لااله الا الله وان محمدا رسول الله** (میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں) اس پر حضور ﷺ نے فرمایا' اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے میرے ذریعہ ایک انسان کو دوزخ کی آگ سے بچایا۔

ایک روایت اس طرح کہ ایک دن آپ اپنے اصحاب سے فرمایا: چلو اُٹھو ہم ایک یہودی پڑوسی کی بیمار پرسی کریں۔ راوی نے کہا کہ جب حضور ﷺ اُس کے قریب پہونچے تو اُس کو حالتِ جانکی میں پایا۔آپ نے اس سے فرمایا کہ **اتشهد ان لااله الا الله**(کیا تو اقرار کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) اُس نے کہا' ہاں بے شک۔ پھر فرمایا کہ **اتشهد انی رسول الله** (کیا تو اقرار کرتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں)اس پر یہودی نے نظر اُٹھا کر اپنے باپ کی طرف دیکھا۔راوی نے کہا کہ حضور ﷺ نے اپنا کلام مبارک دہرایا۔اس روایت میں تین مرتبہ تکرار ہے باقی حدیث اسی طرح ہے یہاں تک کہ مریض نے کہا' میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (**اشهد انك رسول الله**) تب حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ایک انسان کو میرے طفیل دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفار' یہودی' نصرانی' مجوسی کی بیمار پرسی کی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ خاص کر جب کہ تبلیغی مقصد پیش نظر ہو۔ مسلمان کو چاہئے کہ دوسرے مذہب کے لوگوں کو دینِ اسلام کی دعوت دے۔ کلمہ شہادت کا اقرار دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔

کلمہ شہادت کا اقرار ایمان واسلام کی اصل ہے
مسلمان ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا
کبیرہ گناہ (بڑے بڑے گناہ) کرنے سے کفر نہیں لازم آتا
مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے

حضور ﷺ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جوشخص یہ اقرار کرلے کہ اللہ کے سوئے کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تو اس کے لئے جنت واجب ہوئی (**من شهد ان لااله الا الله وانی رسول الله ° وجبت له الجنة**) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے کہا، اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے؟ (**وان زنیٰ وان سرق**) کہتے ہیں کہ حضور ﷺ تھوڑی دیر چُپ رہے پھر فرمایا **من شهد ان لااله الا الله وانی رسول الله وجبت له الجنة** (جوکوئی گواہی دے کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اس کے لئے جنت واجب ہوئی)۔ میں (ابوالدرداء) نے پھر کہا، اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟ آپ (حضور ﷺ) نے پھر بھی سکوت فرمایا اور ارشاد فرمایا: جوکوئی گواہی دے کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اس کے لئے جنت واجب ہے۔ میں (ابوالدراء) نے پھر کہا، اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟ آپ (حضور ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے (**وان زنیٰ وان سرق**)۔ (ترمذی)

حضور ﷺ کے اس فرمان مبارک کا بظاہر مطلب یہ ہے کہ صرف وحدانیت ورِسالت کا اقرار کرنے والا اگر گناہوں سے پاک ہے تو ابتداء جنت اس کے لئے واجب ہوگی اور اگر وہ گناہگار ہے تو سزا پانے کے بعد جنت میں اس کا داخلہ واجب ہوگا۔

حضور ﷺ، اولیاء، شہداء، علماء، حفاظ، حجاج، صالحین اور نابالغ بچے جو مر گئے ہیں سب کی شفاعت بھی حق ہے شفاعت سے جہنم سے نکالے جائیں گے، عذاب میں کمی ہوگی، درجات بلند ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے بھی سزا معاف فرمائے گا اور جنت میں داخل کردے گا۔ وحدانیت ورسالت کا اقرار کرنے والا اگرچہ گناہ گار ہو اور وہ بھی کبیرہ گناہ کا مرتکب' تب بھی ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا۔ اہلسنت وجماعت کے نزدیک کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا جب کہ وہ گناہ کو گناہ اور حرام کو حرام جانے' ایسا شخص بالآخر جنت میں جائے گا خواہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُسے معاف فرمادے یا حضور ﷺ شفاعت فرمادیں یا اپنے جرم کی سزا پاکر۔ اس کا آخری ٹھکانا بہرحال جنت ہی ہوگا خواہ کیسا ہی گناہگار ہو' مگر ہو مسلمان صحیح العقیدہ۔ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی' اس کی بخشش کی دُعا کی جائے گی۔ اگر کسی نے بھی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی تو سب مسلمان گناہ گار ہوں گے۔

حضرت ابوزبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا تم کبیرہ گناہوں کو شرک شمار نہیں کرتے تھے؟ کہا' نہیں۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ کیا اس اُمت میں کوئی گناہ ایسا ہے جو کفر کی حد تک پہنچتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں' سوائے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے کے۔ (مسند)

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ ایک شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آیا اور اُن سے پوچھنے لگا' یا ابا عبدالرحمٰن! ذرا بتایئے جو لوگ ہمارے قفل توڑتے ہیں' ہمارے گھروں میں نقب لگاتے ہیں اور ہمارا مال ومتاع لوٹتے ہیں' کیا وہ کافر ہوگئے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ پھر کہا کہ ذرا بتایئے جو تاویلیں کرکے ہمارا خون بہاتے ہیں' کیا وہ کافر ہوئے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ تاوقتیکہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ طاؤس کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو انگلی ہلاتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور وہ کہتے جا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت یہی ہے۔ (مسند)

ان احادیث سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ گناہ کبیرہ مثلاً خونریزی' قتل' چوری' شراب نوشی' نقب زنی' لوٹ مار' زنا...... وغیرہ گناہ کرنے والا کافر نہیں ہوگا۔ یہ دراصل خوارج اور معتزلہ کی تردید ہے جو اس کے قائل ہیں کہ گناہ کبیرہ کے کرنے سے

مومن، کافر ہو جاتا ہے ان باطل فرقوں کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونا گویا ایمانی سرحد کو پار کر کے کفر کی حد میں چلے جانا ہے۔

یہ احادیث ان لوگوں کی غلط فہمی کو بھی دُور کرتی ہیں جو حدیث 'من ترك الصلوٰة متعمدا فقد كفر ' کہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی وہ کافر ہوا' کے تحت ہر اس شخص کو کافر مانتے ہیں جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے کیونکہ ان احادیث صحیحہ کے معانی کو اپنی جگہ برقرار رکھنا مجبور کرتا ہے کہ **من ترك الصلوٰة عمدا** جیسی احادیث کی تاویل کی جائے۔ یہاں یہ مطلب نہیں کہ نماز کا تارک اصل ایمان سے نکل کر حقیقی کفر میں داخل ہو جاتا ہے بلکہ درحقیقت قربِ کفر مراد ہے کہ نماز کے ترک سے کفر تک پہنچ جاتا ہے۔

حدیث کی یہ ترجمانی کیوں نہ کی جائے جب کہ نفس ایمان کی حقیقت اقرار شہادتین سے زائد نہیں اور شارع اسلام اور صحابہ کرام کے نزدیک ہدایت ایمانی یا دعوت ایمانی اسی حد پر ختم ہو جاتی ہے چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا **من قال لااله الا الله فقد دخل الجنة** (جس نے **لااله الا الله محمد رسول الله** کا اقرار کیا وہ جنت میں داخل ہوگا) **من شهد ان لااله الا الله وان محمدا رسول الله حرم الله عليه النار** جس نے **لااله الا الله محمد رسول الله** کا اقرار کرے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔

اس قسم کی اور صحیح احادیث کہ ان میں دوزخ کا حرام ہونا یا جنت میں داخل ہونا محض کلمہ شہادت کے اقرار پر موقوف ہے۔

ابو مسلم خولانی کہتے ہیں کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حمص میں نزول اجلال فرمایا تو ایک شخص اُن کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ ایسے شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس نے اقارب کے ساتھ صلہ رحمی کی' انسان کی طرف احسان کا ہاتھ بڑھایا' سچی بات کی' امانت ادا کی' پیٹ اور شرمگاہ کے معاملہ میں محتاط اور پاک دامن رہا اور جس قدر ہو سکا نیک کام کئے' مگر اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں شک کیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (وحدانیت اور رسالت کے بارے میں) اس کا یہ شک و تردد اُس کے اعمال کو

جلا دے گا اور بے اثر کر دے گا' پھر کہا کہ ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جو گناہوں کا مرتکب ہوا' ناحق خونریزی کی' زناکاری اور غصب مال کو حلال جانا مگر اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کا خلوصِ دل سے اقرار کیا (**شھد ان لاالہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ**)۔ آپ (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ اس کے بارے میں امید بھی رکھتا ہوں (کہ وہ نجات پائے) اور خوف زدہ بھی (کہ وہ سزا کا مستحق ٹھہرے)۔ اس پر اس نوجوان نے کہا: اگر اُس کے شک وتردد نے اُس کے اچھے اعمال کو جلا دیا (ضائع کردیا) تو اُس کے اعمال سیئہ (بُرے اعمال) اُس کے خلوصِ دل کی شہادت کو ضرر (نقصان) نہیں پہنچائیں گے۔ (یہ کہہ کر) وہ واپس لوٹ گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں اس سے زیادہ سُنت کو جاننے والا کوئی نہیں۔ (مسند)

اس حدیث سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ صلہ رحمی' داد ودہش' صدق کلامی' امانت داری جیسے اعمال حسنہ' ایمان نہ ہونے سے جَل گئے کیونکہ تمام اعمال کی اصل اور بنیاد اقرارِ ایمان ہے۔ یہ اعمال گویا اس ایمان کی شاخیں ہیں یا ڈالیاں' جب جڑ ہی نہ ہو یعنی ایمان سرے سے غائب ہو یا ایمان ہو مگر شک وشکوک سے خستہ حال تو اب شاخیں کیسے سرسبز اور بارآور ہوں گی' یعنی اعمال کیسے اپنا اثر دِکھائیں گے اور موجبِ ثواب ہوں گے۔

کلمہ شہادت کا سب سے پہلا اثر یہ ہے کہ وہ مومن کو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کی آگ وعذاب میں رہنے سے محفوظ رکھتا ہے اس اثر کو گناہ نہیں مٹا سکتا' شہادتِ ایمانی اپنا اثر رکھتی ہے۔ یہ ہی عقیدہ اہل حق (اہل سنت وجماعت) کا ہے۔

اعمال کی سزا ملے گی یا شفاعتِ رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے۔

کبیرہ گناہوں کا مرتکب قابلِ عتاب اور مستحق سزا ہوتا ہے۔ کمالِ ایمان دراصل یہ ہے کہ مومن کا دامن گناہوں سے پاک ہونا چاہئے۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک نصرانی شخص حاضری دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ مسلسل تین دن تک حاضر نہ ہوا۔ آپ نے لوگوں سے اس کے متعلق دریافت فرمایا۔

معلوم ہوا کہ وہ حالتِ نزع میں ہے۔ امام بصری اُس کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا: کیا حال ہے؟ عرض کرنے لگا' عجب حال ہے موت سَر پر ہے قبر خون منجمد کر دینے والے خشک اژدھے کے رُوپ میں منہ کھولے کھڑی ہے کوئی پُرسانِ حال نہیں۔ آتشِ جہنم کے شعلے بھڑک رہے ہیں بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔ پُل صراط سے گزرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی ہے۔ آج عدل کا میدان قائم' مگر میرا دامن نیکی سے خالی ہے۔ رب کریم غفور ہے مگر میرے پاس کوئی حجت اور دلیل اور عذر نہیں' نگاہوں کے سامنے جنت نظر آرہی ہے مگر اُس کو کھولنے کی کنجی میرے پاس نہیں ہے۔ یہ سارا قصہِ غم سُن کر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مت گھبراؤ' یعنی تمہارے پاس جنت کی کنجی آنے والی ہے۔ یہ فرما کر آپ واپس تشریف لانے لگے تو نصرانی نے عرض کی: حضرت آپ تشریف لے جارہے ہیں حالانکہ جنت کی کنجی میرے پاس آ گئی ہے یہ کہہ کر اُس نے کلمہ شہادت **اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ** پڑھا اور جان بحق ہو گیا۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں اُس شخص کو دیکھا اور حال دریافت فرمایا۔ عرض کرنے لگا کہ کلمہ شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اعلیٰ جنت میں جگہ عطا فرمائی۔ سبحان الله کلمہ شریف کی کیا شان ہے کہ اس کلمہ کا پڑھنے والا اعلیٰ جنت کا حق دار بن گیا۔

حضرت سیدنا ابراہیم واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حج کے موقع پر میدانِ عرفات میں سات کنکر ہاتھ میں اُٹھائے اور ان کنکروں سے فرمایا: اے کنکرو تم گواہ ہو جاؤ کہ میں کہتا ہوں **اشهد ان لااله الا الله وحده لاشريك له ° واشهد ان محمدا عبده ورسوله'** میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اُس کے بندۂ خاص اور رسول ہیں۔

اس رات جب حضرت ابراہیم واسطی رحمۃ اللہ علیہ سو گئے تو انھوں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے حساب کتاب لیا جارہا ہے کچھ کے بعد اُن کی باری بھی آئی' اُن کا حساب لیا گیا۔ فیل ہونے کی بناء پر وہ نارِ جہنم کے مستحق قرار پائے۔ فرشتے اُن کو گرفتار کر کے جہنم کی

طرف روانہ ہوگئے اور جہنم کے ایک دروازے پر آ گئے تو اُن سات پتھروں میں سے ایک پتھر اس دروازے پر گر پڑتا ہے اور راستہ مسدود ہوجاتا ہے عذاب کے فرشتے اس پتھر کو اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ ذرا بھی نہیں ہٹتا۔ دوسرے اور تیسرے حتیٰ کہ ساتوں دروازوں پر یہ واقعہ پیش آیا۔ آخرکار فرشتے اُن کو عرش معلّٰی کے پاس لے آئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ اے بندے تو نے ان پتھروں کو گواہ بنایا تھا' پتھروں نے تیرا حق ضائع نہیں کیا۔ اے میرے بندے ! میں خود تیرے اقرار توحید ورِسالت کی گواہی دیتا ہوں اور صلہ میں تجھے جنت کا حق دار قرار دیتا ہوں۔ جب وہ جنت کے دروازہ پر پہنچے تو جنت کے دروازے بند تھے اتنے میں **لاالٰــہ الا الـلـہ** کی صدا آئی اور جنت کے دروازے کھل گئے اور وہ جنت میں داخل ہوگئے۔ (درۃ الناصحین)

ہمیں جب بھی موقع ملے درختوں' پہاڑوں' دریاؤں' نہروں' بارش کے قطروں ...... وغیرہ کو اپنے ایمان کا گواہ بناتے رہنا چاہئے۔ کنکروں کو ایمان کا گواہ بنانے سے یہ فائدہ حاصل ہوا' تو جن لوگوں نے حضور سید کائنات رحمۃ للعالمین ﷺ کو اپنا گواہ بنالیا' اُن کی قسمت کا کیا کہنا ! حضور ﷺ جب شہدائے اُحد کو دفن فرمارہے تھے تو فرماتے تھے کہ میں اُن لوگوں کے ایمان کا گواہ ہوں۔ ہمیں حضور نبی مکرم ﷺ کو اپنے ایمان کا گواہ بناتے ہوئے اقرار کرنا چاہئے کہ **اشهد ان لاالٰه الا الله وحدهٗ لاشريك لهٗ ۔ لهٗ الملك ولـه الـحمد وهو على كل شيىء قدير ۔ واشهد هوالله احد ۔ الله الصمد ۔ لم يلد ولم يـولد ولم يكن لهٗ كفوا احد ۔ واشهد ان سيدنا ومولٰنا وحبيبنا وحبيب ربنا محمدا رسـول الـلـه۔ الـلهم صل من الصلوات اطيبها وسلم من التسليمات ازكها وبارك من البركات اسنٰها علیٰ حبيبی وشفيعی وقـرة عينی وسـرور قلبی عبـــــدك ونبيك مـحمد وعلیٰ اٰله الطيبين الطاهرين وعلیٰ ازواجه الطاهرات امهات المومنين وعلیٰ سائرالصحابة والتابعين وعلیٰ اولياء امته الكاملين وعلیٰ علماء شريعته الربانيين وعـلينا معهم اجمعين ۔ فاطرالسمٰوات والارض انت ولی فی الدنيا والاٰخرة توفنی مسلمًا والحقنی بالصالحين ۔۔ اٰمين بجاه طٰهٰ ويٰسين ﷺ ۔**

مخدوم الملت سید المتکلمین حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ العزیز

معارف القرآن (ترجمہ قرآن مجید)	/۱۰۰	تفسیر اشرفی	/۱۰۰	حیات غوث العالم	/۳۰
رسول اکرم ﷺ کے تشریعی اختیارات	/۲۰	فرش پر عرش	/۴۰		

تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

الاربعین الاشرفی	/۱۰۰	حقیقتِ نماز	/۲۰	دین کامل	/۲۰
نظریہ ختم نبوت اور تحذیر الناس	/۲۰	محبت رسول شرط ایمان	/۲۰	عظمتِ مصطفیٰ ﷺ	/۲۰
اسلام کا نظریہ عبادت اور مودودی صاحب	/۴۰	النبی الامی ﷺ	/۲۰	حقیقتِ نماز	/۲۰
اسلام کا تصورِ الٰہ اور مودودی صاحب	/۴۰	فضیلت رسول ﷺ	/۲۰	اتباع نبوی ﷺ	/۲۰
دین اور اقامت دین	/۵۵	رحمت عالم ﷺ	/۲۰	تفسیر سورۂ والضحیٰ	/۲۰
تعظیم آثارِ مبارک و تبرکات	/۲۰	عرفانِ اولیاء	/۱۵	معراجِ عبدیت	/۲۰
محبت اہلبیت رسول ﷺ	/۲۰	غیر اللہ سے مدد !	/۲۰	ایمانِ کامل	/۲۰
حقیقت نور محمدی ﷺ	/۲۰	فریضہ دعوت و تبلیغ	/۲۰	حدیث نیت کی محققانہ تشریح	/۳۰
تعلیم دین و تصدیق جبرئیل امین	/۳۰	رسولِ خلائق	/۲۰	دِلوں کا چین	/۲۰

امیر کشورِ خطابت غازیِ ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی

فلسفہِ موت و حیات	/۲۰	شیعہ مذہب	/۲۰	سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	/۳۰
فضائل درود و سلام	/۲۰	تاجدارِ رسالت ﷺ	/۲۵	لطائفِ دیوبند	/۲۵

ضیاء الامت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمۃ

سیدنا علی مرتضیٰ اور خلفائے راشدین	/۱۵	سیدنا امام حسین اور یزید	/۱۵	شیعوں کے گیارہ اعتراضات	/۱۵

خطیب ملت مولانا سید خواجہ معزالدین اشرفی

عورتوں کی نماز	/۲۵	طریقہ فاتحہ	/۱۵	صحیح طریقہ غسل	/۵۰
جادو کا قرآنی علاج	/۸	احکام میت	/۲۰	مسائلِ امامت	/۱۵
آیاتِ شفاء	/۸	قربانی اور عقیقہ	/۱۵	نماز جنازہ کا طریقہ	/۱۰
صحابہ کرام اور شوقِ شہادت	/۲۰	صحیح طریقہ نماز	/۱۵	گستاخِ رسول کا عبرتناک انجام	/۲۰

رُوحانی وظائف: مجرب قرآنی وظائف اور دُعاؤں کا روحانی خزانہ......زندگی کے اہم ترین مسائل اور پریشانیوں کا حل

جاہل اور نیمو نچوڑ عاملوں اور بہروپیوں سے نجات ......جسمانی ورُوحانی امراض کا توڑ

دُعاؤں کی قبولیت' مقاصد میں کامیابی اور حصولِ فیوض کے لئے اِن کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے

اِستخارہ (مشکلات سے چھٹکارہ)' آیاتِ حفاظت' آیاتِ رزق' قرض سے چھٹکارہ' نظرِ بد کا توڑ' قوتِ حافظہ اور امتحان میں کامیابی' میاں بیوی کے جھگڑوں کا توڑ' ضدی اور نافرمان اولاد کا علاج' نورانی راتیں (نمازیں اور دُعائیں)' شادی میں رکاوٹ اور اُس کا علاج' آیاتِ شفاء' جادو کا قرآنی علاج' قصیدہ غوثیہ' شیطانی وساوس کا قرآنی علاج' فضائل و برکات لاحول ولاقوۃ۔ فاتحہ سے علاج بسم اللہ کے حیرت انگیز فوائد' بلاؤں کا علاج' قرآنی علاج' رُوحانی علاج' عذاب قبر سے نجات' مقدمات میں کامیابی' برکاتِ توحید

خطیب ملت مولانا سید خواجہ معزالدین اشرفی کی تصانیف

عورتوں کی نماز: خواتین اسلام کے لئے انمول تحفہ......نماز کے خصوصی مسائل کا گلدستہ
اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں جنس کو جسمانی طور پر اس طرح الگ الگ پیدا فرمایا کہ اُن کے تخلیقی نظام میں بنیادی فرق پایا جاتا ہے لہٰذا یہ کہنا کہ مرد اور عورت میں کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہے یہ خود فطرت کے خلاف بغاوت ہے اس لئے کہ یہ تو آنکھوں سے نظر آرہا ہے کہ مرد عورت میں نمایاں فرق ہے۔لباس، بال اور وضع قطع میں یکسانیت پیدا کرلینے سے جسمانی نظام کا فرق ختم نہیں ہوجاتا...... دونوں کی آواز میں تک فرق پایا جاتا ہے۔ جسمانی فرق کی وجہ سے کھڑے ہونے، جھکنے اور بیٹھنے کا انداز بھی مختلف ہوجاتا ہے۔نماز چونکہ جسمانی عبادت ہے اس لئے عورتوں کے لئے نماز ادا کرنے کا طریقہ بھی مَردوں سے مختلف ہوتا ہے۔ اس کتاب میں نہایت سلیس انداز میں نماز کا طریقہ اور مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔کتاب کو اپنی انفرادیت کی وجہ سے ہندو پاک میں بے حد مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔

صحیح طریقہ غسل: طہارت کے بغیر اسلامی شریعت میں کوئی عبادت قابل قبول نہیں
طہارت نصف ایمان ہے ...... طہارت اسلامی عبادات کا پہلا درس ہے
دُنیا کے تمام مذاہب، اسلام کے جامع نظامِ طہارت کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں
احکامِ طہارت (استنجاء، وضو و تیمّم، پانی کے اقسام و احکام، نجاست کے احکام، غسل کی حکمتیں اور فرضیت کے اسباب، حیض و نفاس اور استحاضہ) سے متعلق تقریباً ایک ہزار مسائل کا منفرد مجموعہ
کتاب میں طہارت و غسل سے متعلق پیچیدہ و جدید مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے

ملکُ التحریر علامہ محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصنیف

شیطانی وساوس کا قرآنی علاج: شیطان کے بارے میں حکم قرآنی، وسوسہ کیا ہے؟ اور کہاں سے ڈالا جاتا ہے؟ نظر بد شیطان کا زہر آلود تیروں میں سے ہے، غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے وسوسوں کی بیماری ہوتی ہے، استنجاء کے مواقع میں شیاطین کا حاضر رہنا، رکعات نماز کی گنتی میں شیطان کی تلبیس اور اُس کا علاج، عورت فتنہ شیطانی کی مددگار، جمائی کے وقت شیطان کا پیٹ میں گھس جاتا ہے، تیز چھینک اور جمائی شیطان کے اثر سے ہے، شیطانی وسوسوں سے بچنے کا حکم، وساوس میں حضور ﷺ کی دُعائیں۔ جن، بھوت بھگانے اور آسیب دُور کرنے کے مجرب وظائف ....

مَلکُ التحریر علامہ محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصانیف

حصولِ قربِ الٰہی اور رُوحانی ترقی کے مجرب و تریاق وظائف

شرح اسماء الحسنٰی (رُوحانی علاج مع وظائف)

اللہ تعالیٰ کے صفات و افعال بہت ہیں اس لئے اُس کے نام بھی بہت ہیں' نیز اُس کے بندوں کی حاجتیں بھی بہت ہیں کہ بندہ جو حاجت لے کر آئے اسی نام سے اُسے پکارے۔ بیمار پکارے **یاشافی الامراض** ۔گنہگار پکارے **یاغفار**' بدکار پکارے **یاستار** وغیرہ۔ دُعا کی قبولیت کے لئے اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کی بناء پر اللہ تعالیٰ کے زیادہ سے زیادہ ناموں سے دُعا مانگے۔ یہی سب سے بڑی عبادت ہے اور امید ہے کہ اسی وسیلہ سے اللہ تعالیٰ دُعا قبول فرمائے گا۔ مشتملات کتاب : اسم اعظم کی فضیلت۔ وظیفہ آیت کریمہ۔ اسمائے حسنیٰ باری تعالیٰ عزوجل مع خواص اور فوائد ۔ قرآنی سورتوں کے فضائل و برکات۔ دُعائے جمیلہ' دُعائے حاجات' جن بھوت بھگانے اور آسیب دور کرنے کا مجرب عمل۔ درود تاج۔ وظائف لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ شیطانی اثرات اور وسوسوں سے محفوظ رہنے کا وظیفہ۔ توبہ و استغفار کے ذریعہ اثرات شیطانی سے حفاظت۔ مناجات

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ بے شک منافق لوگ سب سے نیچے طبقہ میں ہیں جہنم کے

قَصَصُ الْمُنَافِقِیْن (من اٰیات القرآن)

کائنات کے تمام فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ اور تمام آفات میں سب سے بڑی و بُری آفت نفاق ہے نفاق سب سے مہلک' خطرناک' موذی اور متعدی مرض ہے جو کسی بھی وقت لاحق ہوسکتا ہے۔ نفاق انسان کے ذہن وفکر پر اثر انداز ہوتا ہے اور اُس کی زندگی کا دَھارا ہی بدل دیتا ہے۔ جو افراد اس مرض کا شکار ہیں بڑے خطرناک فتنہ انگیز' فتنہ گر' فتنہ پرور اور فتنہ پرواز ہوتے ہیں۔ ایسے افراد لوگوں کی زندگی متزلزل اور خاندان کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیتے ہیں' جماعتوں میں گھس کر گروہ بندیاں پیدا کرتے ہیں' ملی اتحاد کے بدترین دشمن ہوتے ہیں۔ نفاق کا حال طاعون کا سا ہے اور منافق وہ چوہا ہے جو اس وباء کے جراثیم لئے پھرتا ہے۔ اس کتاب میں آیات قرآنی کی روشنی میں منافقین کے قصص علامات نفاق' منافقانہ اعمال وافعال' منافقت اور تقیہ' مصالحت اور صلح کلیت کی پالیسی' خارجیت اور منافقت' فتنہ نفاق کا تاریخی جائزہ......دورِ حاضر کے منافقین کا حقیقی چہرہ بے نقاب کر دیا گیا ہے۔

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد (9848576230)